# تفہیم الکبریٰ

شرح

# کبریٰ

مصنّف

حضرت مولانا فداء المصطفیٰ صاحب قادری

ناشر

امجدی بکڈپو

مدھوبن روڈ، گھوسی، مئو، یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# تفہیم الکبریٰ

شرح

# کبریٰ

**مصنف**

حضرت مولانا فداء المصطفیٰ صاحب قادری

ناشر

**امجدی بکڈپو**

مدھوبن روڈ گھوسی مئو

# جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب:.................تفہیم الکبریٰ

مصنف:.................حضرت مولانا فداء المصطفیٰ قادری

کمپوزنگ:.................محمد کمیل، ریحان کمپیوٹرس (امجدی بک ڈپو)

پروف ریڈنگ:.................مولانا فیضان المصطفیٰ قادری

صفحات:.................۱۰۴۔

تعداد:.................گیارہ سو۔ (۱۱۰۰)

قیمت:.................۶۰

ناشر:.................امجدی بک ڈپو مدھوبن روڈ گھوسی

## ملنے کے پتے

امجدی بک ڈپو، مدھوبن روڈ گھوسی مئو

قادری کتاب گھر، نو محلّہ مسجد بریلی شریف

امتیاز بک ڈپو، مدرسہ شمس العلوم گھوسی مئو

انوار بک ڈپو، مدرسہ شمس العلوم گھوسی مئو

کمال بک ڈپو، مدرسہ شمس العلوم گھوسی مئو

# تقدیم

منطق انسان کی ایک فطری ضرورت ہے ہمیشہ ہی انسان اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق منطقی استدلال سے کام لیتا رہا تاکہ وہ اپنے مدمقابل پر غالب آسکے اور اسے اپنی بات ماننے پر مجبور کرسکے۔

یوں تو منطق کا وجود ابتداء ہی سے ہے لیکن ارسطو نے اس کو ایک فن کی شکل دے دی اور اس کی تدوین کا کام انجام دیا اسی لیے لوگ ارسطو کو فن منطق کا موجد کہتے ہیں اور اسے معلم اول کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

عباسی دور حکومت میں یہ فن یونان سے بغداد پہنچا، بغداد میں اس فن کو یونانی زبان سے عربی زبان میں منتقل کیا گیا۔ شیخ ابونصر فارابی نے اس کو سنوارا اور اس کی تشریح کی اسی لیے اس کو معلم ثانی کہا جاتا ہے۔

تاتاریوں کے حملے سے جب بغداد تباہ ہوگیا، کتب خانوں میں آگ لگادی گئی تو اس فن کی اکثر کتابیں ضائع ہوگئیں۔ اس کے بعد شیخ بوعلی سینا نے اپنی یادداشت کے مطابق اس فن کو ازسرنو مرتب کیا اور اس کی تشریح وتفصیل کا کام انجام دیا۔ اس لیے اسے معلم ثالث کہتے ہیں۔

ہمارے اسلاف نے فن منطق سے کبھی بھی صرف نظر نہ کیا اور اس کی اہمیت کا اعتراف کرتے ہوئے اس بات کو شدت سے محسوس کیا کہ یہ فن دیگر علوم کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے اور یہ عقل وخرد کو جلا بخشتا ہے اس لیے انھوں نے اس فن کو سنوارنے اور نکھارنے میں اپنی بہترین انرجی صرف کی اور اسے بام عروج تک پہنچادیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی علمی موشگافیوں سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔

حضرت امام غزالی فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص فن منطق کا ماہر نہ ہو اس کے علم پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

افسوس! اس دور کے طلبہ میں فن منطق سے بیزاری کا رجحان بہت تیزی سے فروغ پا رہا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ نئی پود کے علما اس فن کو خشک اور غیر دلچسپ کہہ کر اسے گردن زدنی قرار دینے کی فکر میں ہیں، ان کا خیال ہے کہ اس فن کا حاصل کچھ نہیں۔ لہٰذا ذہنی توانائیاں صرف کرنے سے کیا فائدہ؟

حقیقت تو یہ ہے کہ اگر آپ کسی بھی فن کی کتاب کا مطالعہ کریں تو آپ کو بخوبی یہ اندازہ ہو جائے گا کہ ہر فن میں منطق کی وافر مقدار موجود ہے اور آپ یہ کہہ اٹھیں گے کہ کوئی بھی فن بغیر منطق کے تشکیل نہیں پا سکتا۔

پھر وہ علما جو فقہ اسلامی کے علمبردار ہیں وہ فن منطق کو نظر انداز نہیں کر سکتے کیونکہ ائمہ مجتہدین کے اجتہاد اور استدلال میں جا بجا منطقی اصولوں سے کام لیا گیا ہے۔

فقہ حنفی کی ایک معرکۃ الآرا کتاب ''ہدایہ'' جو عرصہ دراز سے ہماری درسگاہوں کی زینت ہے، کیا اس کے اکثر مباحث کو پایۂ ثبوت تک پہنچانے کے لیے منطق کا سہارا نہیں لیا گیا؟

اب حال یہ ہو گیا ہے کہ جن درسگاہوں میں یہ فن رائج ہے وہاں کے مدرسین کو یہ عام شکایت ہے کہ جیسے ہی منطق کا درس شروع کیجئے طلبہ پر نیند کی یلغار ہونے لگتی ہے۔ اور جماہیوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ میری نظر میں اکتاہٹوں کے دو اسباب ہیں۔

ایک تو یہ کہ طلبہ منطق سے بیزار علما سے متاثر ہو کر اس فن کو لغو اور لایعنی سمجھ بیٹھے ہیں اور اس پر توجہ نہیں دیتے اور دوسرا یہ کہ طلبہ منطق کی ابتدائی اور بنیادی کتابوں کو سمجھ نہیں پاتے اور اس سے بے توجہی برتنے لگتے ہیں اور پھر یہ بے توجہی آگے چل کر نفرت کے حدود میں داخل ہو جاتی ہے۔

کبریٰ فن منطق کی وہ بنیادی کتاب ہے جس سے طلبہ کی تعلیمی زندگی میں ایک نئے باب کا آغاز ہوتا ہے، چونکہ یہ کتاب نہایت ہی مختصر مگر بہت جامع ہے اس لیے بچے اگر اس کتاب سے نابلد رہ گئے تو پھر نتیجہ نیند اور جماہیوں کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے؟

مجھے اس بات کا احساس اس وقت اور شدت سے ہوا جب میری چھوٹی بچی جو **کلیة البنات الامجدیه** میں جماعت ثانیہ کی طالبہ ہے اس نے ایک روز مدرسہ سے آکر کہا کہ کبریٰ بہت سخت کتاب ہے پڑھو تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی عالَم بالا سے بول رہا ہے، ایک بات بھی پلے نہیں پڑتی، سمجھ میں نہیں آتا کہ مصنف کیا کہنا چاہتا ہے، اس کتاب کا نام ''کبریٰ'' کے بجائے ''کُبڑا'' رکھ دینا چاہیے۔

کبریٰ پر اس کا یہ ریمارک اس کی منطق بیزاری کا نقطۂ عروج تھا، اس ریمارک نے مجھے مجبور کر دیا کہ کبریٰ کی ایک ایسی آسان شرح لکھی جائے جو بچوں کے سمجھ میں آجائے اور ان کے ذہن نشین ہو جائے۔ اس لیے میں نے ''**تفهیم الکبری**'' کے نام سے کبریٰ کی تشریح کا کام انجام دیا۔

اس کتاب میں آسان زبان میں عبارتوں کا ترجمہ کیا گیا ہے اور پھر اس کا مفہوم بیان کر دیا گیا ہے تاکہ فن منطق سے ان کا ذہنی لگاؤ ہو جائے۔

کتاب کے آخر میں کبریٰ میں استعمال ہونے والی تمام اصطلاحیں جمع کر دی گئی ہیں اور ان کی تعریفیں مع مثال تحریر کر دی گئی ہیں تاکہ بچے انھیں آسانی کے ساتھ یاد کر لیں۔

## میر سید شریف جرجانی

میر سید شریف جرجانی شکل وصورت کے اعتبار سے نہایت حسین وجمیل اور جاذب نظر شخصیت کے حامل تھے عقل وخرد کے اعتبار سے انتہائی ذہین وفطین اور دور رس نگاہ کے مالک تھے۔

میر سید شریف جرجانی، شعبان المعظم ۷۴۰ھ میں جرجان میں پیدا ہوئے آپ کا نام علی ہے، مگر میر سید شریف جرجانی اور سید السند کے نام سے مشہور ہوئے آپ نے ابتدائی تعلیم جرجان میں حاصل کی آپ کو بچپن ہی سے عربی فارسی پڑھنے کا شوق تھا اس لیے نہایت کم عمری ہی میں عربی فارسی میں مہارت حاصل کر لی۔

اس زمانہ میں علامہ سعد الدین تفتازانی کے علم وفن کا ہر جانب ڈنکا بج رہا تھا، دور دراز

علاقوں سے طلبہ ان کی درسگاہوں میں کھچے چلے آتے تھے، میر سید شریف بھی علامہ تفتازانی کا شہرہ سن کر ان کے یہاں پہنچے، میر سید شریف جس وقت علامہ کی درسگاہ میں آئے تو اس وقت ان کے چہرے کی دلکشی میں مزید اضافہ ہوگیا تھا علامہ تفتازانی نے ان کو دیکھ کر تفنن طبع کے طور پر فرمایا: "یالیتنی کنت ترابا" میر سید شریف نے بہت برجستگی سے جواب دیا "یقول الکافر یالیتنی کنت ترابا" علامہ تفتازانی میر صاحب کی اس برجستگی سے ششدر رہ گئے۔

علامہ تفتازانی نے میر سید شریف کو اپنی شاگردی میں لینا چاہا مگر میر سید شریف نے یہ کہہ کر شاگرد بننے سے انکار کر دیا کہ میں نے آپ کا جواب دے کر آپ کی بارگاہ میں گستاخی کی ہے اور استاذ کی شان میں گستاخی کرنے والا شاگرد اپنے استاذ سے کبھی فیضیاب نہیں ہوسکتا۔

میر سید شریف کتابوں کو ان کے مصنفین و ماہرین سے پڑھنے کے بہت شوقین تھے چنانچہ شمسیہ کی شرح "قطبی" سولہ بار پڑھنے کے بعد اس کے مصنف علامہ قطب الدین رازی سے پڑھنے کے لیے ہرات پہنچے، علامہ قطب الدین رازی نے اپنی جسمانی کمزوری اور کم نظری کے باعث پڑھانے سے معذرت کر لی اور اپنے شاگرد رشید مبارک شاہ سے پڑھنے کا مشورہ دیا۔

میر سید شریف جرجانی علامہ قطب الدین رازی کا خط لے کر مصر پہنچے اور مبارک شاہ کی درسگاہ میں حاضر ہوئے۔

اتفاق سے اس زمانے میں مبارک شاہ کے پاس ایک مالدار آدمی کا لڑکا قطبی کا درس لیتا تھا مبارک شاہ نے میر سید شریف سے کہا میں تم کو باضابطہ تو نہیں پڑھا سکتا۔ البتہ تم اس لڑکے کے ساتھ شریک ہو کر سماعت کر سکتے ہو، لیکن اثنائے درس میں بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔

اس شرط کے مطابق میر سید شریف خاموشی کے ساتھ شریک درس ہوتے اور سماعت کرتے لیکن رات میں جب اپنے حجرے میں جاتے تھے تو جو کچھ درس میں سنتے تھے اس کو بلند آواز میں دہراتے اور کہتے مصنف شمسیہ نے یہ کہا، شارح شمسیہ کا یہ قول ہے، استاذ کا یہ فرمان ہے اور میں یہ کہتا ہوں۔

اپنے قول کے سلسلے میں نہایت جامع اور مدلل تقریر کرتے اور مزید درس کتاب نیز استاذ

کی تقریر پر اعتراضات کے انبار لگا دیتے۔

ایک روز مبارک شاہ کا گزران کے کمرے کی طرف ہوا تو انھوں نے میر سید شریف کی تقریر سنی اور اس سے اتنا متاثر ہوئے کہ وجد کرنے لگے پھر اس کے بعد انھیں اثنائے درس میں بولنے کی اجازت دے دی۔ کہا جاتا ہے کہ میر سید شریف نے ایام درس میں ہی ''قطبی'' پر ایک حاشیہ لکھا جو ''میر قطبی'' کے نام سے مشہور ہوا۔

بعض لوگوں نے اس واقعہ کو علامہ قطب الدین رازی کی کتاب مطالع کی طرف منسوب کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ میر سید شریف نے اثنائے درس میں ہی شرح مطالع کا حاشیہ لکھا۔

میر سید شریف نے چار سال کا عرصہ مصر میں گزارا وہیں علوم شرعیہ کی تکمیل کی اس کے بعد شیراز واپس آکر علامہ تفتازانی کے ذریعہ شاہ شجاع الدین ابن مظفر کے دربار میں رسائی حاصل کر لی شاہ شجاع الدین ان کی علمی وجاہت سے بہت متاثر تھا اس لیے اس نے اپنے مدرسہ دار الشفا میں تدریسی خدمات انجام دینے کے لیے مقرر کر دیا۔

میر سید شریف وہاں بیس سال تک تدریسی فرائض انجام دیتے رہے اس زمانہ میں ماہرین علم وفن کے دو گروپ تھے ایک گروپ میر سید شریف کی برتری کا قائل تھا اور دوسرا گروپ علامہ تفتازانی کا۔

جب تیمور لنگ نے شیراز فتح کر لیا تو میر سید شریف تیمور لنگ کے دربار سے وابستہ ہو گئے اگر چہ علامہ تفتازانی تیمور لنگ کی مجالس کے صدر الصدر تھے پھر بھی تیمور لنگ میر سید شریف کو علامہ تفتازانی پر ترجیح دیتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ میر سید شریف کا حوصلہ ہمیشہ بلند رہتا تھا۔

ایک بار تیمور لنگ کے دربار میں میر سید شریف اور علامہ تفتازانی کے درمیان کسی مسئلہ پر مناظرہ ہوا تو میر سید شریف کو علامہ پر فتح حاصل ہوئی علامہ تفتازانی کو اپنی شکست کا اتنا صدمہ ہوا کہ وہ بیمار پڑ گئے اور یہی بیماری مرض الموت ثابت ہوئی۔

جب تک تیمور لنگ زندہ رہا میر سید شریف اس کے ساتھ سمرقند میں رہے تیمور لنگ کے بعد آپ شیراز واپس آ گئے اور ۸ ربیع الثانی ۸۱۶ھ میں وفات پائی اور وہیں دفن بھی ہوئے۔

# تصنیفات

میر سید شریف نے پچاس سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں چند مشہور کتابیں یہ ہیں:
نحومیر، صرف میر، کبریٰ، صغریٰ، میر قطبی، حاشیہ شرح مطالع، شرح ایساغوجی حاشیہ مطول، حاشیہ شرح حکمت العین، شرح مواقف، کافیہ کی شرح شریفیہ، حاشیہ تجرید، حاشیہ مشکوۃ، رسالہ فی اصول حدیث وغیرہ۔

**علمی وجاہت:۔** میر سید شریف جرجانی بہت ذہین وفطین اور صائب الرائے تھے اور دقت نظر کا یہ عالم کہ بڑے سے بڑا علامۃ الدہر بھی آپ کی گرفت سے نہ بچ پاتا اور یہی وجہ تھی کی علامہ تفتازانی کو تیمورلنگ کے دربار میں میر سید شریف سے ہزیمت اٹھانی پڑی۔

آپ کی باتیں اتنی نپی تلی ہوتیں کہ اس پر انگلی رکھنے کی بھی گنجائش نہ ہوتی اور آپ کی لیاقت کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا کہ آپ کا قول بطور سند پیش کیا جاتا ہے۔

چنانچہ درس نظامیہ میں پڑھائی جانے والی نحو کی آخری کتاب ''شرح جامی معرکۃ الآرا بحث'' ''حاصل محصول'' جو طلبہ کے لیے دردسر سے کم نہیں وہ بھی میر صاحب کے ذہن کی کرشمہ سازی ہے جس میں انھوں نے ایک معمولی سی بات کو فلسفیانہ انداز میں بحث کر کے ایک نیا رخ عطا کر دیا اور لفظ ''من'' اور لفظ ابتداء کے مدلول کے درمیان ایک خط فاصل کھینچ دیا حالانکہ بات صرف اتنی تھی کہ صاحب کافیہ علامہ ابن حاجب نے اپنی کتاب مفصل کی شرح ''ایضاح'' میں اسم کی تعریف کرتے ہوئے یہ لکھا کہ ''مادل علی معنی فی نفسه'' میں ضمیر کا مرجع معنی ہے اور 'فی' اعتبار کے معنی میں ہے لہٰذا ظرفیۃ الشئی لنفسہ لازم نہیں آئے گی۔

اس مختصر سی عبارت سے میر صاحب نے جو دوررس نتیجہ اخذ کیا وہ علما کو چونکا دینے کے لیے کافی تھا میر صاحب نے ''رضی'' کے حاشیہ پر تحریر فرمایا کہ موجود فی الخارج کی طرف موجود فی العقل کی دو صورتیں ہیں: (۱) معلوم بالذات (۲) معلوم بالغیر۔ جو معنی معلوم بالذات ہوگا وہ مستقل بالمفہوم ہوگا اور جو معنی معلوم بالغیر ہوگا وہ مستقل بالمفہومیت نہیں ہوگا۔

لہٰذا 'ابتدا' جو 'من' کا معنی ہے اگر اس کی حیثیت یہ ہے کہ اس کی طرف عقل بالذات

متوجہ ہوتی ہے اور بالقصد اس کا تصور کرتی ہے تو وہ معنی مستقل بالمفہومیت ہے۔ محکوم علیہ اور محکوم بہ بننے کی صلاحیت رکھتا ہے اور ضم ضمیمہ کا محتاج نہیں اور اگر اس معنی کی یہ حیثیت ہے کہ عقل اس کی طرف بالذات متوجہ نہیں اور نہ بالقصد اس کا تصور کرتی ہے بلکہ اس کا تصور صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ کسی کی حالت اور کیفیت جاننے کا ایک ذریعہ اور آلہ ہے تو پھر وہ معنی مستقل بالمفہومیت نہیں اس میں محکوم علیہ اور محکوم بہ بننے کی صلاحیت نہیں اور وہ ضم ضمیمہ کا محتاج ہے ......... میر صاحب کی یہ بحث اتنی مؤثر ثابت ہوئی کہ علامہ جامی نے اس بحث کو اپنی کتاب شرح جامی میں بطور خاص نقل فرمایا۔

شرح جامی کے کچھ حاشیہ نگار مثلاً ملا عبد الرحمٰن ملا جمال اور مولانا عصام الدین کو اس بات پر اصرار ہے کہ حاصل محصول کی بحث سید السند کے ذہن کی پیداوار نہیں بلکہ کسی اور کا نتیجۂ فکر ہے جس کو میر صاحب نے ''رضی'' کے حاشیہ پر نقل کر دیا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ علامہ جامی نے ''قد ذکرہ بعض المحققین'' فرمایا نہ کہ ''قد قالہ بعض المحققین''۔

اول تو اس دلیل میں کوئی قوت نہیں ہے دوسری بات یہ کہ ان لوگوں نے اس بات کی نشاندہی نہ کی کہ آخر یہ بحث کس کے ذہن کی اپج ہے جب کہ اس بحث کا اختصار اور انداز تحریر اس بات کی غمازی کر رہا ہے کہ یہ میر صاحب کا ہی نتیجۂ فکر ہے اور نیز اسی طرح کی ایک بحث میر سید شریف نے اپنی کتاب ''میر قطبی'' میں جو قطبی کا حاشیہ ہے تحریر فرمائی ہے۔

# کچھ کبریٰ کے بارے میں

یوں تو کبریٰ فارسی زبان میں فن منطق کی ایک ابتدائی کتاب ہے جو چند اوراق پر مشتمل ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ میر سید شریف نے کوزے میں سمندر بھر دیا۔

منطق کی بڑی کتابیں پڑھنے کے بعد اگر کبریٰ کی ورق گردانی کی جائے تو اس بات کا اندازہ ہو جائے گا کہ میر صاحب نے کبریٰ جیسی ابتدائی کتاب میں ہی ان تمام شوشوں گوشوں کی طرف اشارہ کر دیا تھا کہ جسے آج ہم پڑھ رہے ہیں اور ہمارا بچکانہ ذہن ان باتوں کی طرف متوجہ نہ ہو سکا۔

کبریٰ کا انداز تحریر اتنا سائنٹفک ہے کہ کہیں بھی اعتراض کی گنجائش نہیں نکلتی جب کہ دوسری کتابیں حشو و زوائد سے خالی نہیں۔

مثلاً قضیہ حملیہ و شرطیہ کی تعریف کرتے وقت مصنفین نے اعتراض و جواب کا ایک سلسلہ قائم کر دیا ہے، میر سید شریف نے ان کی تعریف میں ایسی جامعیت پیدا کر دی ہے کہ اعتراض کے سارے دروازے خود بخود بند ہو گئے ہیں۔

اسی طرح قضیہ حملیہ متصلہ و منفصلہ کی وجہ تسمیہ بیان کرنے میں ایک طویل بحث چھیڑ دی گئی ہے جب کہ میر صاحب نے ان تمام تفصیلات کو محض ایک سطر میں سمیٹ کر رکھ دیا ہے۔

کبریٰ کا اختصار اور جامعیت علامہ تفتازانی کے رسالہ ''تہذیب المنطق'' سے کسی طرح کم نہیں، تعجب ہے کہ شارحین نے آخر کبریٰ کو قابل اعتنا کیوں نہیں سمجھا۔

میرا خیال ہے کہ یہ کتاب بجائے فارسی زبان کے عربی میں ہوتی تو شارحین کا اس سے نظر بچا کر نکل جانا ممکن نہ ہوتا۔

(مولانا) فداء المصطفیٰ قادری

خادم: مدرسہ بدر العلوم قصبہ خاص گھوسی

۲۰ ر شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ

# نذرانۂ خلوص

میری یہ حقیر کوشش حضرت مخدومہ اماں جی صاحبہ علیہا الرحمۃ
(اہلیہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان)
کی بارگاہ عالیہ میں نذر ہے۔
اس خاکسار کے پاس جو کچھ ہے وہ صرف انھیں کی تعلیم وتربیت اور
عرق ریزیوں کا ثمرہ ہے۔
مولیٰ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اوران کے فیوض وبرکات سے
ہم سب کو مالامال فرمائے، آمین۔
بجاہ حبیبہ سید المرسلین

فداء المصطفیٰ قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق الانسان واعطاہ المنطق وعلمہ البیان والصلوٰۃ والسلام علی سید الانس والجان. اما بعد!

عزیز بچو! منطق کے مسائل جاننے سے پہلے منطق کی تعریف، منطق کا موضوع اور اس کی غرض وغایت کا جاننا ضروری ہے تاکہ اس علم کے مسائل آپ کو بالکل اجنبی نہ معلوم ہوں اور منطق اور دوسرے علوم کے مسائل کے درمیان فرق کرنے کی صلاحیت آپ میں پیدا ہو جائے، نیز آپ کو اس علم کا حاصل کرنا بالکل بے کار اور لغو نہ معلوم ہو۔

تو آیئے دیکھیں کہ منطق کسے کہتے ہیں، اس کا موضوع کیا ہے اور اس علم سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

**علم منطق:**۔ وہ علم ہے جس کی رعایت ذہن کو خطاء فی الفکر سے بچائے۔

**منطق کا موضوع:**۔ معرف اور حجت۔

**غرض وغایت:**۔ (فائدہ) ذہن کو خطاء فی الفکر سے بچانا۔

چونکہ علم منطق کا تعلق انسان کے ذہن سے ہوتا ہے اس لیے مصنف نے سب سے پہلے ذہن کی تعریف کی اور ذہن میں حاصل ہونے والی صورتوں کی تقسیم کرتے ہوئے فرمایا:

> بدانکہ آدمی را قوتیست دراکہ منتقش می گردد در وے صور اشیاء چنانکہ در آئینہ لیکن در آئینہ حاصل نشود مگر صور محسوسات و در قوت مدرکۂ انسانی حاصل شود صور محسوسات و معقولات و محسوس آنست کہ بیکے از حواس پنجگانہ کہ آں باصرہ، سامعہ و شامہ و ذائقہ و لامسہ است مدرکہ شود و معقول آنست کہ باینہا مدرکہ نشود.

**ترجمہ:**۔ جان لو کہ آدمی کے لیے ایک قوت دراکہ ہے جس میں تمام چیزوں کی صورتیں اسی طرح چھپ جاتی ہیں جس طرح آئینے میں، مگر آئینہ میں صرف محسوسات کی

صورتیں چھپتی ہیں اور انسان کی قوت مدرکہ میں محسوسات اور معقولات دونوں کی صورتیں حاصل ہوتی ہیں۔

محسوسات وہ چیز ہے جو حواس پنجگانہ (جو کہ باصرہ، سامعہ، شامہ، ذائقہ اور لامسہ ہے) سے حاصل ہوتی ہے اور معقول وہ ہے جو اس سے حاصل نہ ہو۔

**تشریح**:۔قوت دراکہ، انسان کی اس قوت کو کہتے ہیں جس میں چیزوں کی صورتیں چھپتی ہیں، اسی قوت کو ذہن بھی کہتے ہیں اور قوتِ مدرکہ بھی۔

انسانوں کے اندر کسی چیز کو محسوس کرنے کے پانچ ذریعہ ہیں۔

جن کو حواس پنجگانہ کہتے ہیں، وہ یہ ہیں:

**(۱) قوت باصرہ**:۔(دیکھنے کی طاقت) آنکھ میں ہوتی ہے۔

**(۲) قوت سامعہ**:۔(سننے کی طاقت) کان میں ہوتی ہے۔

**(۳) قوت شامہ**:۔(سونگھنے کی طاقت) ناک میں ہوتی ہے۔

**(۴) قوت ذائقہ**:۔(چکھنے کی طاقت) زبان میں ہوتی ہے۔

**(۵) قوت لامسہ**:۔(چھونے کی طاقت) پورے جسم میں ہوتی ہے۔

**محسوس**:۔وہ ہے جو حواس پنجگانہ میں سے کسی کے ذریعہ حاصل ہو جیسے خوبصورتی اور بدصورتی کا علم دیکھ کر، اچھی یا خراب آواز کا علم سن کر، خوشبو یا بدبو کا علم سونگھ کر، کھٹے یا میٹھے کا علم چکھ کر اور سخت یا نرم کا علم چھو کر ہوتا ہے۔

لہٰذا جو چیزیں ان پانچ حواس میں سے کسی کے ذریعہ حاصل ہوں ان کو محسوسات کہیں گے۔

**معقول**:۔وہ شی ہے جو حواس پنجگانہ میں سے کسی کے ذریعہ حاصل نہ ہو جیسے بھوک اور پیاس کا علم۔

**ذہن اور آئینہ میں فرق**:۔آئینہ میں صرف محسوسات کی صورتیں چھپتی ہیں اور وہ بھی صرف مبصرات کی صورتیں، یعنی جن کا تعلق دیکھنے سے ہے جب کہ انسان کے ذہن میں محسوسات اور معقولات دونوں کی صورتیں چھپتی ہیں۔

وہر صورتے کہ در قوت مدرکہ انسانی کہ آنرا ذہن خوانند حاصل شود یا تصور باشد یا تصدیق، زیرا کہ آں صورت حاصلہ اگر صورت نسبت چیزیست بچیزے بایجاب چنانکہ گوئی زید نویسندہ است یا بسلب چناں کہ زید نویسندہ نیست آں صورت را تصدیق خوانند و اگر آں صورت حاصلہ غیر صورت نسبت مذکورہ است آں را تصور خوانند پس علم کہ عبارت از ادراک است منحصر شد در تصور و تصدیق.

**ترجمہ**:۔ اور جو صورت انسان کی قوت مدرکہ (جسے ذہن کہتے ہیں) میں حاصل ہوتی ہے وہ تصور ہوگی یا تصدیق اس لیے کہ وہ صورت حاصلہ اگر ایسی صورت ہے جس میں ایک چیز کی نسبت دوسری چیز کی طرف ایجاب (اثبات) کے ساتھ ہے جیسے تم کہو ''زید کاتب ہے'' یا سلب (نفی) کے ساتھ ہے جیسے تم کہو ''زید کاتب نہیں'' اس صورت کو تصدیق کہتے ہیں اور اگر وہ صورت حاصلہ نسبت مذکورہ کے علاوہ ہے تو اسے تصور کہتے ہیں لہٰذا علم جس کا نام ادراک بھی ہے وہ تصور اور تصدیق میں منحصر ہو گیا۔

**تشریح**:۔ جو کچھ ذہن میں حاصل ہوتا ہے اس کو علم کہتے ہیں۔

علم کی دو قسمیں ہیں:

(۱) تصور (۲) تصدیق۔

تصور اور تصدیق کے بارے میں کچھ جاننے سے پہلے نسبت کے بارے میں سمجھ لینا ضروری ہے کیونکہ تصور اور تصدیق کا سمجھنا نسبت کے سمجھنے پر ہی موقوف ہے۔

**نسبت**:۔ دو چیزوں کے درمیان تعلق قائم ہونے کو نسبت کہتے ہیں اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں: (۱) نسبت ایجابی (۲) نسبت سلبی۔

**نسبت ایجابی**:۔ جب ایک چیز کی نسبت دوسری چیز کی طرف ایجاب (اثبات) کے ساتھ ہو تو اس کو نسبت ایجابی کہتے ہیں جیسے ''زید کاتب ہے'' اس مثال میں کتابت کی نسبت زید کی طرف اثبات کے ساتھ ہے لہٰذا اسے نسبت ایجابی کہیں گے۔

**نسبت سلبی**:۔ جب ایک چیز کی نسبت دوسری چیز کی طرف نفی کے ساتھ ہو تو اسے

نسبت سلبی کہتے ہیں جیسے ''زید کاتب نہیں ہے'' اس مثال میں کتابت کی نسبت زید کی طرف سلب (نفی) کے ساتھ ہے لہٰذا اس کو نسبت سلبی کہیں گے۔

اردو زبان میں نسبت ایجابی کو ''ہے'' اور نسبت سلبی کو ''نہیں ہے'' سے تعبیر کرتے ہیں۔

**تصدیق:۔** اس صورت حاصلہ (علم) کو کہتے ہیں جس میں ایک شی کی نسبت دوسری شی کی طرف ایجاب یا سلب کے ساتھ ہو جیسے ''زید کاتب ہے، زید کاتب نہیں ہے'' ان دونوں مثالوں کے معنی کا علم تصدیق ہے۔

**تصور:۔** اس صورت حاصلہ (علم) کو کہتے ہیں جس میں ایک شئی کی نسبت، دوسری شئی کی جانب ایجاب یا سلب کے ساتھ نہ ہو، جیسے زید، کاتب، شاعر وغیرہ کے معنی کا علم تصور ہے۔

بعد ازیں معلوم شود کہ نسبت چیزے بچیزے خواہ بایجاب خواہ بسلب بر سہ وجہ است، یکے حملی چنانکہ معلوم شد، دوم اتصالی چنانکہ گوئی اگر آفتاب برآمدہ باشد روز باشد یا گوئی نیست چنیں کہ اگر آفتاب برآمدہ باشد شب باشد، سوم، انفصالی چنانکہ گوئی ایں عدد یا زوج باشد یا فرد یا گوئی نیست چنیں کہ ایں شخص یا انسان باشد یا حیوان، پس ادراک نسبت حملی واتصالی وانفصالی بایجاب یا بسلب تصدیق باشد وآں را حکم نیز خوانند وادراک ماورائے اینہا تصور.

**ترجمہ:۔** اس کے بعد معلوم ہو کہ ایک شئی کی نسبت دوسری شئی کی طرف چاہے ایجابی ہو یا سلبی وہ تین قسم پر ہے: (۱) نسبت حملی جیسا کہ معلوم ہوا (۲) نسبت اتصالی جیسے کہ تم کہو اگر آفتاب نکلا ہوگا تو دن موجود ہوگا یا تم یوں کہوں کہ ایسا نہیں ہے کہ اگر آفتاب نکلا ہوگا تو رات ہوگی (۳) نسبت انفصالی، جیسے تم کہو یہ عدد یا زوج ہوگا یا فرد، یا یوں کہو کہ ایسا نہیں ہے کہ یہ شخص یا تو انسان ہوگا یا حیوان۔ لہٰذا نسبت حملی، نسبت اتصالی اور نسبت انفصالی کا علم ایجاب کے ساتھ یا سلب کے ساتھ تصدیق ہے اور اس کو حکم بھی کہتے ہیں اور ان کے علاوہ کا علم تصور ہے۔

**تشریح:**۔ نسبت چاہے ایجابی ہو چاہے سلبی اس کی تین قسمیں ہیں:
(۱) نسبت حملی (۲) نسبت اتصالی (۳) نسبت انفصالی۔

**نسبت حملی:**۔ وہ نسبت ہے جس کے ذریعہ ایک شئی کا ثبوت دوسری شئی کے لیے یا ایک شئی کی نفی دوسری شئی سے ہو جیسے ''زید کاتب ہے'' یہاں کتابت کو زید کے لیے ثابت کیا گیا ہے ''زید کاتب نہیں ہے'' یہاں کتابت کی نفی ہے۔

**نسبت اتصالی:**۔ وہ نسبت ہے جو محکوم علیہ اور محکوم بہ کے درمیان اتصال یا عدم اتصال پر دلالت کرے جیسے ''اگر آفتاب نکلا ہوگا تو دن ہوگا'' اس مثال میں دن کا وجود طلوع آفتاب کے ساتھ متصل ہے لہٰذا وجود نہار اور طلوع شمس کے درمیان جو نسبت ہے وہ نسبت اتصالی ہے۔

**نسبت انفصالی:**۔ وہ نسبت ہے جو محکوم علیہ اور محکوم بہ کے درمیان انفصال یا عدم انفصال پر دلالت کرے جیسے یہ عدد یا تو زوج ہے یا فرد۔

اس مثال میں زوج اور فرد کے درمیان جو نسبت ہے وہ نسبت انفصالی ہے۔

یوں سمجھئے کہ ''زید کاتب ہے'' میں ''ہے'' اور ''زید کاتب نہیں ہے'' میں ''نہیں ہے'' نسبت حملی پر دلالت کرتا ہے اور ''اگر آفتاب نکلا ہوگا تو دن موجود ہوگا'' میں ''اگر'' اور ''تو'' نسبت اتصالی پر دلالت کرتا ہے اور ''یہ عدد یا تو زوج ہے یا فرد'' اس مثال میں ''یا'' نسبت انفصالی پر دلالت کرتا ہے انھیں نسبتوں کے علم کو چاہے وہ ایجابی ہو یا سلبی تصدیق کہتے ہیں اور اسی کو حکم بھی کہتے ہیں یعنی تصدیق اور حکم ایک ہی چیز ہے اور اس نسبت ایجابی یا سلبی کے علاوہ جو علم ہے اسے تصور کہتے ہیں۔

> چوں تصدیق ادراک نسبت چیزیست بچیزے بایجاب یا بسلب ناچار است او را از سہ تصور یکے تصور منسوب الیہ کہ آنرا محکوم علیہ خوانند، دوم تصور منسوب کہ آں را محکوم بہ خوانند سوم تصور نسبت بین بین کہ آنرا نسبت حکمیہ خوانند مثلاً در تصدیق بآنکہ زید قائم است ناچار باشد از تصور زید کہ محکوم علیہ است و از تصور قائم کہ محکوم بہ است و از تصور نسبت میان

زید وقائم کہ نسبت حکمیہ است تا بعد ازاں ادراک آں نسبت بروجہ ایجاب یا بسلب حاصل شود، پس ہر تصدیق موقوف باشد بر تصور محکوم علیہ وتصور محکوم بہ وتصور نسبت حکمیہ لیکن ہیچ کدام ازیں تصوارت ثلثہ نزد اہل تحقیق جزء تصدیق نیست.

**ترجمہ:۔** جب تصدیق ایک شئ کی دوسری شئ کی طرف نسبت ایجابی یا نسبت سلبی کا علم ہے تو اس کے لیے تین تصوارت کا ہونا ضروری ہے ایک منسوب الیہ کا تصور اس کو محکوم علیہ کہتے ہیں دوم منسوب کا تصور کہ اس کو محکوم بہ کہتے ہیں سوم درمیان کی نسبت کا تصور جو نسبت حکمیہ ہے جیسے اس تصدیق میں کہ ''زید کھڑا ہے'' تین تصورات کا ہونا ضروی ہے ایک زید کا تصور جو محکوم علیہ ہے دوم قائم کا تصور جو محکوم بہ ہے اور سوم زید اور قائم کے درمیان کی نسبت کا تصور جو نسبت حکمیہ ہے تا کہ اس کے بعد اس نسبت کا علم ایجاب یا سلب کے طریقے پر حاصل ہو جائے اس لیے ہر تصدیق موقوف ہوگی محکوم علیہ، محکوم بہ اور نسبت حکمیہ کے تصور پر لیکن ان تینوں تصورات میں سے کوئی بھی تصور اہل تحقیق کے نزدیک تصدیق کا جز نہیں ہے۔

**تشریح:۔** چونکہ نسبت سلبی یا نسبت ایجابی کے علم کا نام تصدیق ہے لہٰذا تصدیق بغیر تین تصورات کے نہیں پائی جاسکتی اول محکوم علیہ کا تصور دوم محکوم بہ کا تصور سوم نسبت حکمیہ کا تصور یعنی محکوم علیہ اور محکوم بہ کے درمیان جو نسبت ہے اس کا تصور پھر اس کے بعد اس نسبت کا علم ایجاب یا سلب کے ہوگا اور اسی نسبت ایجابی یا سلبی کے علم کو تصدیق کہتے ہیں مثلاً ''زید قائم ہے'' کے معنی کا علم ایک تصدیق ہے اس میں تصدیق کے حصول کے لیے زید کا تصور ہونا چاہیے پھر قائم کا تصور ہونا چاہیے پھر زید اور قائم کے درمیان جو نسبت ہے جسے نسبت حکمیہ کہتے ہیں اس کا تصور ہونا چاہیے۔ ان سب کے بعد اس نسبت حکمیہ کا علم ایجاب یا سلب کے ساتھ حاصل ہوگا جس کو ہم حکم یا تصدیق کہتے ہیں۔

تصدیق کے سلسلے میں منطقیوں کی دو جماعت ہے:

(١) متکلمین کی جماعت (٢) حکما کی جماعت۔

متکلمین کی رائے میں تصدیق محکوم علیہ محکوم بہ نسبت حکمیہ اور حکم کے مجموعے کا نام ہے

اور یہ سارے تصورات تصدیق کے اجزا ہیں۔ اور حکما کی رائے یہ ہے کہ تصدیق صرف حکم کو کہتے ہیں بقیہ تین تصورات محکوم علیہ محکوم بہ اور نسبت حکمیہ تصدیق کی شرطیں ہیں جز نہیں ہیں اور اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مصنف نے کہا کہ ان تینوں تصورات میں سے کوئی تصور اہل تحقیق کے نزدیک تصدیق کا جز نہیں ہے اہل تحقیق سے مراد حکما کی جماعت ہے جس میں ارسطو، فارابی، شیخ بوعلی سینا وغیرہ شامل ہیں۔

بدانکہ تصور بر دو قسم است یکے آنکہ در حصول او احتیاج بنظرے وفکرے نہ باشد چونکہ تصور حرارت و برودت وسیاہی وسپیدی و مانند آں و ایں قسم را تصور ضروری خوانند دوم آنکہ در حصول او احتیاج باشد بنظرے وفکرے چوں تصور روح وملک وجن و مانند آں ایں قسم را تصور نظری خوانند و برہمیں قیاس تصدیق بر دو قسم است یکے تصدیق ضروری کہ محتاج نباشد بنظرے وفکرے چوں تصدیق بآنکہ آفتاب روشن است و آتش گرم است دوم تصدیق نظری کہ محتاج باشد بنظرے وفکرے چوں تصدیق بآنکہ صانع عالم موجود است و عالم حادث است وغیر آں۔

**ترجمہ:۔** جان لو کہ تصور دو قسم پر ہے ایک وہ جس کے حاصل کرنے میں کسی نظر وفکر کی ضرورت نہ ہو جیسے حرارت، ٹھنڈک، سیاہی اور سفیدی اور اس کے مثل کا تصور اس قسم کو تصور ضروری کہتے ہیں۔ دوم یہ کہ اس کے حاصل کرنے میں نظر وفکر کی ضرورت ہو جیسے روح ،فرشتہ، جن اور اس کے مثل دوسری چیزوں کا تصور اس قسم کو تصور نظری کہتے ہیں اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے تصدیق بھی دو قسم پر ہے ایک تصدیق ضروری کہ نظر وفکر کی محتاج نہ ہو جیسے آفتاب روشن ہے اور آگ گرم ہے کی تصدیق دوم تصدیق نظری کہ نظر وفکر کی ضرورت ہو جیسے صانع عالم موجود ہے اور عالم حادث ہے، کی تصدیق۔

**تشریح:۔** تصور اور تصدیق یا تو نظر وفکر کے ذریعہ حاصل ہوں گے یا بغیر نظر وفکر کے اگر نظر وفکر کے ذریعہ حاصل ہوں گے تو اسے نظری یا کسبی کہا جائے گا۔ اور اگر بغیر نظر وفکر کے حاصل ہوں گے تو اسے ضروری یا بدیہی کہا جائے گا۔

اس طرح تصوراور تصدیق کی مندرجہ ذیل قسمیں ہوئیں:

**تصور ضروری:**۔ وہ تصور ہے جو بغیر نظر وفکر کے حاصل ہو جیسے حرارت اور ٹھنڈک کا تصور، سیاہی اور سفیدی کا تصور۔

**تصور نظری:**۔ وہ تصور ہے جو نظر وفکر کے ذریعہ حاصل ہو جیسے روح اور جن کا تصور۔

**تصدیق ضروری:**۔ وہ تصدیق ہے جو بغیر نظر وفکر کے حاصل ہو جیسے آگ گرم ہے کی تصدیق۔

**تصدیق نظری:**۔ وہ تصدیق ہے جو نظر وفکر کے ذریعہ حاصل ہو جیسے دنیا بنانے والا موجود ہے یا عالم حادث ہے کی تصدیق۔

تصور نظری را از تصور ضروری و تصدیق نظری را از تصدیق ضروری حاصل می تواں کرد بطریق نظر وفکر و آں عبارتست از ترتیب تصورات یا تصدیقات حاصلہ بروجہیکہ ادا کند بحصول تصوری یا تصدیقی کہ حاصل نبودہ باشد چناں کہ تصور حیوان را با تصور ناطق جمع کنی و گوئی حیوان ناطق ازیں جا تصور انسان کہ حاصل نبودہ باشد حاصل شود چنانکہ تصدیق بآں کہ عالم متغیر است با تصدیق بآں کہ ہر چہ متغیر است حادث است جمع کنی و چنیں گوئی کہ عالم متغیر است و ہر چہ متغیر است حادث ازیں جا تصدیق بآنکہ عالم حادث است حاصل شود.

**ترجمہ:**۔ تصور نظری کو تصور ضروری سے اور تصدیق نظری کو تصدیق ضروری سے نظر و فکر کے ذریعہ حاصل کر سکتے ہیں اور وہ نام ہے تصورات حاصلہ یا تصدیقات حاصلہ کو اس طور پر ترتیب دینے کا کہ ان تصور و تصدیق تک پہنچادیں جو حاصل نہ تھے جیسے حیوان کے تصور کو ناطق کے تصور کے ساتھ جمع کر کے کہو ''حیوان ناطق'' اس جگہ ''انسان'' کا تصور حاصل ہو گیا جو حاصل نہ تھا۔ یا جیسے عالم متغیر ہے کے تصدیق کو ''جو کچھ متغیر ہے حادث ہے'' کی تصدیق کے ساتھ جمع کرو اور یوں کہو ''عالم متغیر ہے اور جو متغیر ہے حادث ہے'' اس سے ''عالم حادث ہے'' کی تصدیق حاصل ہو جاتی ہے۔

**تشریح:**۔ تصور نظری ک تصور ضروری سے اور تصدیق نظری کو تصدیق ضروری سے

نظر وفکر کے ذریعہ حاصل کرتے ہیں لہٰذا سب سے پہلے نظر وفکر کی تعریف کی جاتی ہے:

**نظر وفکر:۔** تصورات حاصلہ یا تصدیقات حاصلہ کو اس طرح ترتیب دینا کہ اس سے تصورات غیر حاصلہ یا تصدیقات غیر حاصلہ حاصل ہو جائیں۔

## نظر وفکر کی آسان تعریف

**نظر وفکر:۔** امور معلومہ کو اس طرح ترتیب دیں کہ اس سے امور مجہولہ حاصل ہو جائیں مثلاً حیوان اور ناطق کے تصور کو ترتیب دیں اور کہیں حیوان ناطق تو اس ترتیب سے ہمیں انسان کا علم حاصل ہو جاتا ہے کہ پہلے سے یہ حاصل نہ تھا۔

اسی طرح ''عالم متغیر ہے'' کی تصدیق کو ''جو متغیر ہے وہ حادث ہے'' کی تصدیق کے ساتھ جمع کر کے یوں کہیں ''عالم متغیر ہے اور جو متغیر ہے وہ حادث ہے'' اس ترتیب سے ''عالم حادث ہے'' کی تصدیق حاصل ہو جاتی ہے جب کہ پہلے یہ حاصل نہ تھی۔

> امتیاز آدمی از دیگر حیوانات بآنست کہ او مجہولات را از معلومات بطریق نظر حاصل میتواں کرد بخلاف سائر حیوانات پس بر ہمہ کس لازم است کہ طریق نظر وصحت وفساد آں را بشناسد تا چوں خواہند کہ ہر مجہول تصوری یا تصدیقی را از معلومات تصوریہ یا تصدیقیہ بر وجہ صواب حاصل کنند تو انند کرد و کسانیکہ ممن عند اللہ موید باشند بنفوس قدسیہ ایشاں در دانستن چیز ہا محتاج بنظر نباشند۔

**ترجمہ:۔** آدمی اور دیگر حیوانات میں یہ فرق ہے کہ وہ غیر معلوم کو معلومات سے نظر کے ذریعہ حاصل کر سکتا ہے جب کہ دوسرے حیوانات ایسا نہیں کر سکتے اس لیے ہر آدمی کے لیے ضروری ہے کہ نظر کے طریقہ کو اور اس کے صحت وفساد کو پہچانے تاکہ جب چاہے کہ غیر معلوم تصور یا تصدیق کو معلومات تصوریہ یا تصدیقیہ کے ذریعہ صحیح ڈھنگ سے حاصل کرے تو حاصل کر سکے اور جن لوگوں کو اللہ کی جانب سے پاکیزہ روحیں عطا کی گئی ہیں وہ لوگ چیزوں کو جاننے کے لیے نظر وفکر کے محتاج نہیں ہیں۔

**تشریح**:۔انسان اور دیگر حیوانات میں یہ فرق ہے کہ انسان معلومات کے ذریعہ مجہولات کو حاصل کر سکتا ہے مثلا ایک شخص حیوان اور ناطق کی حقیقت کو جانتا ہے تو وہ ان دونوں معلوم شدہ حقیقتوں کو ترتیب دیکر انسان کا علم حاصل کر لیتا ہے۔اسی طرح کسی کو یہ معلوم ہو کہ عالم میں تغیر ہوتا رہتا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ جو چیز متغیر ہوتی ہے وہ حادث ہوتی ہے تو وہ ان دونوں علموں کو ترتیب دیکر یہ بھی جان جاتا ہے کہ عالم حادث ہے جب کہ حیوان ایسا نہیں کر سکتے ۔اور واضح ہو کہ معلومات کے ذریعہ مجہولات کو حاصل کرنے کا نام نظر وفکر ہے یعنی انسان نظر وفکر سے کام لیتا ہے اور حیوان نظر وفکر سے کام نہیں لیتے۔

جب فکر ونظر ہی انسان کا طرۂ امتیاز ہے اور اسی سے مجہولات کو حاصل کرنا ہے تو انسان کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ نظر وفکر کے اصول کو سمجھے اور اس کے صحت وفساد کو پہچانے تاکہ جب بھی وہ مجہولات کو معلومات کے ذریعہ حاصل کرنا چاہے تو حاصل کر سکے اور یہ بھی جان لیجئے کہ نظر وفکر کی ضرورت صرف عام انسانوں کو ہے اور جو لوگ اللہ کے ولی ہیں یا جن کی روحیں پاک وصاف ہیں ان کو نظر وفکر کی ضرورت نہیں وہ لوگ بغیر اس کے بھی مجہولات کو حاصل کر لیتے ہیں۔

بدانکہ در عرف علماء این فن آں تصورات مرتبہ را کہ موصل شوند بتصور دیگر معرف وقول شارح خوانند وآں تصدیقات مرتبہ را کہ موصل شوند بتصدیق دیگر حجت ودلیل خوانند پس مقصود دریں فن دانستن معرف وحجت است وشکے نیست کہ معرف وحجت فی الحقیقت معانیست نہ کہ الفاظ مثلاً معرف انسان معنی حیوان ناطق است نہ لفظ آں وحجت حدوث عالم معانی قضایائے مذکورہ است نہ کہ الفاظ آں پس صاحب ایں فن را بالذات احتیاج بالفاظ نیست لیکن چوں تفہم وتفہیم معانی بالفاظ وعبارت است ازیں جہت واجب شد بروے کہ نظر کند در حال الفاظ باعتبار دلالت او بر معنی.

**ترجمہ**:۔جان لو کہ اس فن کے علما کی زبان میں وہ تصورات مرتبہ جو دوسرے تصورات تک پہنچاتے ہیں ان کو معرف اور قول شارح کہتے ہیں اور وہ تصدیقات مرتبہ جو

دوسری تصدیقات تک پہنچاتے ہیں ان کو دلیل اور حجت کہتے ہیں۔

لہٰذا مقصود اس فن میں معرف اور حجت کا جاننا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کی معرف اور حجت فی الحقیقت معانی ہیں نہ کہ الفاظ مثلا انسان کا معرف حیوان ناطق کا معنی ہے نہ کہ اس کا لفظ اور حدوث عالم کی حجت قضایا مذکورہ کے معانی ہیں نہ کہ ان کے الفاظ لہٰذا اس فن والوں کو بالذات الفاظ کی ضرورت نہیں ہے لیکن جب معنی کا سمجھنا اور سمجھانا الفاظ وعبارات سے ہی ہے اس لیے ان کو لازم ہے کہ وہ الفاظ کے حال پر نظر رکھیں اس حیثیت سے کہ وہ الفاظ معنی پر دلالت کرتے ہیں۔

**تشریح**:۔ اس فصل میں دو باتوں کا ذکر کیا گیا ہے:

(۱) منطق کا موضوع کیا ہے۔

(۲) منطقی الفاظ سے کیوں بحث کرتا ہے۔

## منطق کا موضوع معرف اور حجت ہے

**معرف**:۔ وہ تصورات مرتبہ جن سے دوسرے تصورات حاصل ہوں ان کو معرف یا قول شارح کہتے ہیں جیسے حیوان ناطق یہ انسان کا معرف ہے کیوں کہ انھیں کی ترتیب سے انسان کا تصور حاصل ہوتا ہے۔

**حجت**:۔ وہ تصدیقات مرتبہ جن سے دوسرے تصدیقات حاصل ہوں ان کو حجت یا دلیل کہتے ہیں جیسے عالم متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہے یہ حجت ہے ''عالم حادث ہے'' کی کیونکہ انھیں قضیوں کی ترتیب سے عالم حادث ہے کی تصدیق حاصل ہوتی ہے۔

واضح ہو کہ معرف اور حجت الفاظ نہیں ہوتے بلکہ معانی ہوتے ہیں مثلا انسان کا معرف حیوان ناطق کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ حیوان ناطق کے معانی ہیں اسی طرح حدوث عالم کی حجت قضایائے مذکورہ یعنی ''عالم متغیر ہے، ہر متغیر حادث ہے، کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ ان قضایا کے معانی ہیں۔

جب یہ معلوم ہو گیا کہ معرف اور حجت الفاظ نہیں ہوتے بلکہ معانی ہوتے ہیں اور یہ بھی

معلوم ہوگیا کہ منطق کا موضوع معرف اور حجت ہیں جن سے منطقی بحث کرتا ہے۔

لہٰذا منطقی کی ساری بحث معانی سے ہوگی مگر چونکہ معانی کا سمجھنا اور سمجھانا بغیر الفاظ وعبارات کے ممکن نہیں ہے اس لیے وہ الفاظ سے بھی بحث کرے گا صرف اس حیثیت سے کہ وہ الفاظ معانی پر دلالت کرتے ہیں۔

دلالت بودن شئی است بحیثیتے کہ از علم بوے لازم آید علم بشئی دیگر وآن شئی اول رادال گویند وثانی را مدلول ووضع تخصیص شئی است شئی دیگر بروجہے کہ از علم بشئی اول حاصل شود علم بشئی ثانی پس وضع سبیت از اسباب دلالت واقسام دلالت بحکم استقراء بر سہ قسم است اول دلالت وضعیہ وضع را درو مدخل است آں در الفاظ باشد بر ذات وے ودر غیر چوں دلالت لفظ زید بر ذات وے ودر غیر الفاظ باشد چوں دلالت خطوط عقود واشارات ونصب بر معانی کہ از ایشاں مفہوم گردد، دوم دلالت عقلیہ کہ او بمقتضائے عقل است وایں نیز در الفاظ باشد چوں دلالت لفظ دیز کہ مسموع باشد از ورائے جدار بر وجود لافظہ ودر غیر الفاظ چوں دلالت مصنوع بر صانع، سوم دلالت طبعیہ کہ بمقتضائے طبع باشد وایں در الفاظ یافتہ شود چوں دلالت اح اح بر درد سینہ ودر غیر الفاظ باشد چوں دلالت حمرت بر خجل وصفرت بر وجل.

**ترجمہ:۔** دلالت کسی شی کا اس طرح ہونا کہ اس کے علم سے دوسری شی کا علم لازم آئے پہلی شی کو دال اور دوسری شی کو مدلول کہتے ہیں اور وضع کسی شی کا دوسری شئ کے ساتھ اس طرح خاص کردینا کہ پہلی شئ کے علم سے دوسری شئ کا علم حاصل ہوجائے لہٰذا وضع دلالت کے اسباب میں سے ایک سبب ہے دلالت کی قسمیں استقراء (تلاش وجستجوں) کے اعتبارے تین ہیں، اول دلالت وضعیہ اس میں وضع کا دخل ہوتا ہے وہ الفاظ میں ہوگی جیسے لفظ ''زید'' کی دلالت ذات زید پر اور غیر الفاظ میں ہوگی جیسے خطوط عقود اشارات اور نصب کی دلالت ان معانی پر جو ان سے سمجھے جاتے ہیں، دوم دلالت عقلیہ جو عقل کے اقتضاء سے ہو یہ بھی لفظ میں

ہوگی جیسے لفظ ''دیز'' جو دیوار کے پیچھے سے سنا گیا، کی دلالت بولنے والے کے وجود پر اور غیر لفظ میں ہوگی جیسے مصنوع کی دلالت صانع پر، سوم دلالت طبعیہ جو طبیعت کے اقتضا سے ہو یہ الفاظ میں پائی جاتی ہے جیسے ''اُح اُح'' کی دلالت سینے کے درد پر یا غیر لفظ میں ہوگی جیسے سرخی کی دلالت شرمندگی پر اور زردی کی دلالت خوف پر۔

**تشریح:**۔ دلالت کسی شی کا اس طرح ہونا کہ اس کے علم سے دوسری شی کا علم ہو جائے جیسے سگنل کا جھک جانا اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ ٹرین آنے والی ہے پہلی شی کو دال اور دوسری شئ کو مدلول کہتے ہیں مثال مذکور میں سگنل کے جھکنے کا علم دال ہے اور ٹرین کی آمد کا علم مدلول ہے۔

**وضع:**۔ کسی شی کو دوسری شئ کے ساتھ اس طرح خاص کر دینا کہ شئ اول کے علم سے شئ ثانی کا علم ہو جائے مثلاً لفظ ''زید'' کو ذات زید کے ساتھ خاص کر دیا گیا لہٰذا لفظ زید سے زید کی ذات کا علم ہوگا اسی کو وضع کہتے ہیں۔

## دلالت کی کل تین قسمیں ہیں

(۱) دلالت وضعیہ (۲) دلالت عقلیہ (۳) دلالت طبعیہ۔

پھر ان تینوں کی دو دو قسمیں ہیں:

(۱) لفظیہ (۲) غیر لفظیہ۔

اس طرح دلالت کی کل چھ قسمیں ہیں:

(۱) دلالت وضعیہ لفظیہ (۲) دلالت وضعیہ غیر لفظیہ

(۳) دلالت عقلیہ لفظیہ (۴) دلالت عقلیہ غیر لفظیہ

(۵) دلالت طبعیہ لفظیہ (۶) دلالت طبعیہ غیر لفظیہ

اب ہر ایک کی تعریف اور اس کی مثالیں درج ذیل ہیں:

**دلالت وضعیہ لفظیہ:**۔ وہ دلالت ہے جو وضع کی وجہ سے ہو اور لفظ میں ہو جیسے لفظ ''زید'' کی دلالت ذات زید پر کیوں کہ زید کا لفظ ذات زید کے لیے وضع کیا گیا ہے۔

**دلالت وضعیہ غیر لفظیہ:**۔ وہ دلالت ہے جو وضع کی وجہ سے ہو لیکن لفظ میں نہ ہو

۔جیسے خطوط، عقود، نصب، اشارات، یہ ساری چیزیں مخصوص معنی اور مطلب کے لیے وضع کی گئی ہیں، جیسے خطوط (تحریر) یہ الفاظ پر دلالت کرتے ہیں، عقود (انگلی کی گرہیں) اس سے گنتی کرنا، شمار کرنا سمجھا جاتا ہے، نصب (سنگ میل) یہ دوری اور مسافت کے لیے وضع کیا گیا ہے، اشارات، اشاروں سے بہت ساری باتیں سمجھی جاتی ہیں جو انہیں باتوں کے لیے وضع کیے گئے ہیں یہ وضع کے اعتبار سے ہیں مگر لفظ میں نہیں ہیں۔

**دلالت عقلیہ لفظیہ**:۔وہ دلالت ہے جو عقل کے اقتضا سے ہو اور لفظ میں ہو جیسے لفظ ''دیز'' جو دیوار کے پیچھے سے سنا گیا وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دیوار کے پیچھے کوئی موجود ہے۔

واضح ہو کہ ''دیز'' زید کا الٹا ہے اور ایک بے معنی لفظ ہے یہ مثال اس لیے پیش کی گئی تا کہ یہ صرف دلالت عقلیہ لفظیہ کی مثال بنے اگر مثال میں لفظ زید پیش کرتے تو یہاں دلالت عقلیہ کے ساتھ دلالت وضعیہ بھی پائی جاتی اس لیے ایسی مثال ذکر کی ہے جو صرف دلالت عقلیہ کی مثال ہو۔

**دلالت عقلیہ غیر لفظیہ**:۔وہ دلالت ہے جو عقل کے اقتضاء سے ہو اور لفظ میں نہ ہو جیسے مصنوع کی دلالت صانع پر یعنی بنی ہوئی چیز بنانے والے کی ذات پر دلالت کرتی ہے۔

**دلالت طبعیہ لفظیہ**:۔وہ دلالت ہے جو طبیعت کے اقتضا سے ہو اور لفظ میں ہو جیسے لفظ ''اُح اُح'' کی دلالت سینے کے درد پر جب کسی کے سینے میں درد ہوتا ہے یا کوئی جسمانی تکلیف ہوتی ہے تو اس کی طبیعت اس بات پر مجبور کر دیتی ہے کہ اس کے منہ سے لفظ اُح اُح یا اُف اُف کے الفاظ نکلیں۔

**دلالت طبعیہ غیر لفظیہ**:۔وہ دلالت ہے جو طبیعت کے اقتضا سے ہو اور لفظ میں نہ ہو جیسے چہرے کی سرخی کی دلالت شرمندگی پر یا چہرے کی زردی کی دلالت خوفزدہ ہونے پر۔

| |
|---|
| آں چہ از دلالت معتبر ست دلالت وضعیہ لفظیہ است زیرا کہ استفادہ وافادۂ معانی محتاج بایں طریقست وایں دلالت منحصر است در مطابقت وتضمن والتزام ومطابقت دلالت لفظ است بر تمام معانی |

موضوع لہ خود ازاں جہت کہ تمام موضوع لہ است چوں دلالت لفظ انسان بر معنی حیوان ناطق و تضمن دلالت لفظ است بر جزء معنی موضوع لہ خود ازاں جہت کہ جزو معنی موضوع لہ اوست چوں دلالت لفظ انسان بر معانی حیوان تنہا یا بر معانی ناطق تنہا والتزام دلالت لفظ است بر معنی خارج لازم موضوع لہ خود ازاں جہت کہ آں خارج لازم موضوع لہ اوست چوں دلالت لفظ انسان بر معنی قابل علم وصنعت کتابت۔

**ترجمہ:۔** وہ جو دلالت میں معتبر ہے وہ دلالت وضعیہ لفظیہ ہے، اس لیے کہ معانی کا سمجھنا اور سمجھانا اسی کے ذریعہ سے ہے اور یہ دلالت منحصر ہے مطابقی اور تضمنی اور التزامی میں۔ مطابقی لفظ کا اپنے تمام معنی موضوع لہ پر دلالت کرنا اس حیثیت سے کہ اس کا تمام معنی موضوع لہ ہے جیسے لفظ انسان کی دلالت حیوان ناطق پر، تضمنی لفظ کا اپنے موضوع لہ کے جز پر دلالت کرنا اس حیثیت سے کہ اپنے معنی موضوع لہ کا جز ہے جیسے لفظ انسان کی دلالت صرف حیوان پر یا صرف ناطق پر، التزامی لفظ کا اپنے معنی موضوع لہ کے خارج لازم پر دلالت کرنا اس حیثیت سے کہ وہ اپنے معنی موضوع لہ کا خارج لازم ہے جیسے انسان کی دلالت قابل علم اور صنعت کتابت پر۔

**تشریح:۔** منطقیوں کے نزدیک ان چھ دلالتوں میں سے صرف دلالت وضعیہ لفظیہ معتبر ہے لہٰذا منطقی صرف اسی دلالت سے بحث کرتا ہے اور بقیہ تمام کو مسترد کر دیتا ہے کیونکہ معانی اور مفہوم کا سمجھنا اور سمجھانا صرف دلالت وضعیہ لفظیہ سے آسانی کے ساتھ ممکن ہے بقیہ دلالتوں میں بہت دشواریاں ہیں مثلاً دلالت عقلیہ اس لیے قابل اعتماد نہیں کہ ہر آدمی کی عقل مختلف ہوتی ہے کوئی ذی فہم ہوتا ہے تو کوئی غبی، اسی طرح دلالت طبعیہ کا بھی اعتبار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ لوگوں کی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں بہت سے لوگ خوفزدہ ہو جاتے ہیں لیکن ان کے چہرے پر اس کے آثار نظر نہیں آتے۔

یوں ہی کچھ لوگ شرمندہ ہوتے ہیں مگر ان کا چہرہ سرخ نہیں ہوتا چہرے کی متانت وسنجیدگی بے خوفی پر دلالت کرتی ہے جب کہ معاملہ اس کے برخلاف ہے اسی طرح دلالت

وضعیہ غیر لفظیہ بھی غیر معتبر ہے کیونکہ اکثر علاقوں کے خطوط وعقود، نصب اور اشارات مختلف معنوں میں استعمال ہوتے ہیں جب کہ دلالت وضعیہ لفظیہ میں یہ مذکورہ خامیاں نہیں ہیں اس لیے اس کو قابل اعتماد سمجھا گیا ہے اور بقیہ تمام دلالتوں کو مسترد کر دیا گیا۔

دلالت وضعیہ لفظیہ کی تین قسمیں ہیں:

(۱) دلالت مطابقی (۲) دلالت تضمنی (۳) دلالت التزامی۔

**دلالت مطابقی:۔** جب لفظ اپنے تمام معنی موضوع لہ پر اس حیثیت سے دلالت کرے کہ وہ اس کا تمام معنی موضوع لہ ہے تو اسے مطابقی کہتے ہیں جیسے انسان کی دلالت حیوان ناطق پر۔

**دلالت تضمنی:۔** جب لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے جز پر اس حیثیت سے دلالت کرے کہ وہ اپنے معنی موضوع لہ کا جز ہے تو اسے دلالت تضمنی کہتے ہیں جیسے انسان کی دلالت صرف حیوان پر یا صرف ناطق پر یعنی انسان بولیں اور صرف حیوان مراد لیں یا صرف ناطق مراد لیں تو وہاں دلالت تضمنی ہوگی کیوں کہ صرف حیوان یا صرف ناطق انسان کے معنی کا ایک جز ہے۔

**دلالت التزامی:۔** جب لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے خارج لازم پر دلالت کرے اس حیثیت سے کہ وہ اس کا لازم ہے تو اسے دلالت التزامی کہتے ہیں جیسے انسان کی دلالت قابل علم یا صنعت کتابت پر یعنی انسان بول کر علم کی صلاحیت والا مراد لیں وہاں دلالت التزامی ہوگی کیونکہ ''علم کی صلاحیت والا'' نہ انسان کا معنی ہے نہ اس کے معنی کا جز بلکہ انسان کے معنی سے خارج ہے مگر انسان کے لیے لازم ہے۔

واضح ہو کہ لفظ کا معنی ہی لفظ کا معنی موضوع لہ کہلاتا ہے مثلاً انسان کا معنی حیوان ناطق ہے تو انسان کا معنی موضوع لہ بھی حیوان ناطق ہوا۔

> پوشیدہ نیست کہ لفظ بر تمام موضوع لہ خود بجر د وضع دلالت کند بر جزء موضوع لہ بواسطہ آنکہ فہم کل بے جز ممکن نیست لیکن دلالت لفظ بر خارج معنی موضوع لہ خود محتاج است بلزوم آں خارج معنی موضوع لہ خود را در ذہن بایں معنی کہ آں خارج بحیثیتے باشد کہ ہرگاہ موضوع لہ

در ذہن حاصل شود آں خارج نیز حاصل شود اگر ایں چنیں نہ باشد آں لفظ را بروئے دلالت کلی دائمی نہ باشد وپیش اصحاب ایں فن دلالت کلی دائمی معتبر است واما پیش علماء اصول وبیان دلالت فی الجملہ کافی است پس لزوم عقلی پیش ایشاں شرط نہ باشد بلکہ لزوم فی الجملہ بسند است.

**ترجمہ:۔** پوشیدہ نہیں کہ لفظ اپنے تمام موضوع لہ پر صرف وضع کی وجہ سے دلالت کرتا ہے اور موضوع لہ کے جز پر اس وجہ سے کہ کل کا سمجھنا بغیر جز کے ممکن نہیں لیکن لفظ اپنے موضوع لہ کے خارج پر دلالت کرنے میں محتاج ہے اپنے خارج کے لزوم کا ذہن میں، اس کا معنی یہ ہے کہ وہ خارج اس حیثیت کا ہو کہ جس وقت موضوع لہ ذہن میں حاصل ہو تو خارج بھی حاصل ہو جائے اگر ایسا نہ ہوگا تو اس لفظ کی دلالت اس پر کلی دائمی نہ ہوگی اور اس فن کے لوگوں کے نزدیک دلالت کلی دائمی معتبر ہے لیکن علمائے اصول وبیان کے نزدیک دلالت فی الجملہ ہی کافی ہے لہٰذا لزوم عقلی ان لوگوں کے نزدیک شرط نہ ہوگا بلکہ لزوم فی الخارج ہی کافی ہوگا۔

**تشریح:۔** یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ لفظ اپنے معنی موضوع لہ پر یا معنی موضوع لہ کے جز پر یا خارج لازم پر کیوں دلالت کرتا ہے اس فصل میں اسی کا جواب دیا گیا ہے۔

(۱) لفظ اپنے معنی موضوع لہ پر اس لیے دلالت کرتا ہے کہ وہ لفظ اسی معنی کے لیے بنایا ہی گیا ہے مثلاً ''انسان'' حیوان ناطق پر اس لیے دلالت کرتا ہے کہ حیوان ناطق انسان کا معنی ہے۔

(۲) لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے جز پر اس لیے دلالت کرتا ہے کہ بغیر جز کے سمجھے کل کا سمجھنا ممکن نہیں مثلاً انسان کا معنی موضوع لہ حیوان ناطق ہے جب تک ہم حیوان اور ناطق کو الگ الگ نہ سمجھ لیں تو حیوان ناطق کے مجموعے کو کیسے سمجھ سکتے ہیں۔

(۳) لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے خارج لازم پر اس لیے دلالت کرتا ہے کہ معنی موضوع لہ اس خارج کے لزوم کا ذہن میں محتاج ہے یعنی اس خارج کو ایسا ہونا چاہیے کہ جب معنی موضوع لہ ذہن میں آئے تو خارج بھی ذہن میں حاصل ہو جائے جیسے جب ہم اندھے کا تصور کرتے ہیں تو اسی کے ساتھ ساتھ آنکھ کا تصور ہمارے ذہن میں آجاتا ہے جب ہم حاتم کا

تصور کرتے ہیں تو اسی کے ساتھ اس کی سخاوت کا تصور آ جاتا ہے لہٰذا اعمیٰ کا لفظ بصر پر اور حاتم کا لفظ سخاوت پر دلالت کرتا ہے ایسے لازم کو لازم بین کہتے ہیں لہٰذا دلالت التزامی کے لیے لازم بین کا ہونا ضروری ہے اگر ایسا لازم نہ ہوگا تو لفظ کی دلالت اس لازم پر کلی اور دائمی نہ ہوگی جب کہ منطقیوں کے نزدیک دلالت کلی دائمی ہی معتبر ہے یعنی لفظ لازم پر کلی اور دائمی طور پر دلالت کرے۔ البتہ علمائے اصول و بیان کے نزدیک دلالت فی الجملہ کافی ہے وہ لوگ لزوم عقلی کو شرط نہیں مانتے یعنی علمائے اصول و بیان صرف ذہن ہی میں لازم ہونے والی چیز کو لازم نہیں کہتے ہیں بلکہ اگر کوئی چیز خارج میں لازم ہو یا جزوی یا عارضی طور پر لازم ہو تو ان سب کو بھی لازم کہتے ہیں۔

**لازم ذہنی:**۔ وہ خارج لازم ہے کہ جب معنی موضوع لہ ذہن میں آئے تو وہ خارج لازم بھی ذہن میں حاصل ہو جائے۔

**لازم خارجی:**۔ وہ ہے جب کہ شئی خارج میں پائی جائے تو وہ لازم بھی اس کے ساتھ خارج میں پایا جائے جیسے حرارت آگ کے لیے صرف خارج میں لازم ہے ذہن میں نہیں۔

> ہر گاہ کہ موضوع لہ بسیط باشد و اورالازم ذہنی نہ باشد آں جا دلالت مطابقت باشد بے تضمن والتزام لیکن دلالت تضمنی والتزامی بے مطابقت صورت نہ بندد اگر موضوع لہ بسیط باشد و اورالازم ذہنی بود آں جا دلالت التزامی باشد بے تضمن و اگر موضوع لہ لفظ مرکب باشد و اورالازم ذہنی نہ باشد آں جا دلالت تضمنی باشد بے التزام.

**ترجمہ:**۔ جس وقت لفظ کا موضوع لہ بسیط ہو اور اس کا لازم ذہنی نہ ہو تو وہاں دلالت مطابقی ہوگی بغیر تضمنی اور التزامی کے لیکن دلالت تضمنی اور التزامی بغیر مطابقی کے نہیں پائی جاتی اور اگر لفظ کا موضوع لہ بسیط ہو اور اس کا لازم ذہنی ہو تو اس جگہ دلالت التزامی ہوگی بغیر تضمنی کے اور اگر لفظ کا موضوع لہ مرکب ہو اور اس کا لازم ذہنی نہ ہو تو اس جگہ تضمنی ہوگی بغیر التزامی کے۔

**تشریح:**۔ دلالت مطابقی، تضمنی اور التزامی میں سے کون کس کے لیے لازم ہے یا

لازم نہیں ہے۔

(۱) دلالت مطابقی بغیر تضمنی اور التزامی کے پائی جاسکتی ہے، یعنی مطابقی ان دونوں کے لیے لازم ہے۔

(۲) دلالت تضمنی بغیر التزامی کے پائی جاسکتی ہے۔

(۳) دلالت التزامی بغیر تضمنی کے پائی جاسکتی ہے۔

اس اجمال کی تفصیل:

(۱) اگر لفظ کا معنی بسیط ہو (اس کے معنی کا جز نہ ہو) اوراس کا لازم ذہنی بھی نہ ہوتو وہاں دلالت مطابقی ہوگی، دلالت تضمنی والتزامی نہ ہوگی جیسے جوہر یا نقطہ کہ اس کا کوئی جز نہیں اور اس کالازم بھی کوئی نہیں ہے یہاں دلالت مطابقی ہے تضمنی اور التزامی نہیں ہے۔

(۲) دلالت تضمنی اور التزامی بغیر مطابقی کے نہیں ہوگی تضمنی اس لیے نہیں ہوگی کہ جز بغیر کل کے نہیں پایا جاتا اور التزامی اس لیے نہیں ہوگی کہ لازم بغیر ملزوم کے نہیں پایا جاتا۔

(۳) لفظ کا معنی بسیط ہواوراس کا لازم ذہنی ہوتو التزامی ہوگی تضمنی نہ ہوگی مثلا اللہ کہ اس کا معنی بسیط ہےاوراس کے لیے لازم ذہنی بھی ہے لہذا یہاں دلالت التزامی ہوگی مگر تضمنی نہ ہوگی۔

(۴) لفظ کا معنی مرکب ہو (اس کا جز ہو) اور اس کا کوئی لازم ذہنی نہ ہوتو وہاں تضمنی ہوگی التزامی نہ ہوگی مثالاً ''انسان'' کہ اس کے معنی کا جز ہےاور اگر فرض کریں کہ اس کے لیے کوئی لازم نہیں تو یہاں تضمنی ہوگی مگر التزامی نہ ہوگی کیونکہ اس کا کوئی لازم نہیں ہے۔

| |
|---|
| لفظ را چوں در موضوع لہ خود استعمال کنند آں را حقیقت خوانند وچوں در جزء موضوع لہ وخارج وے استعمال کنند مجاز خوانند وایں جا احتیاج بقرینہ باشد. |

**ترجمہ:۔** لفظ کو جب اپنے معنی موضوع لہ میں استعمال کرتے ہیں تو اس کو حقیقت کہتے ہیں اور جب موضوع لہ کے جز میں یا خارج میں استعمال کرتے ہیں تو اسے مجاز کہتے ہیں اوراس جگہ قرینہ کی ضرورت ہوگی۔

**تشریح:۔** کسی بھی لفظ کو دوطرح سے استعمال کیا جاتا ہے ایک حقیقی معنی میں اور ایک

مجازی معنی ہیں۔

**حقیقت:۔** جب لفظ کو اس کے معنی موضوع لہ میں استعمال کرتے ہیں تو اس کو حقیقت کہتے ہیں جیسے لفظ اسد کا معنی شیر یعنی درندہ جانور اگر اسد سے درندہ جانور مراد ہے تو اس کو حقیقت کہیں گے۔

**مجاز:۔** جب لفظ کو معنی کے جز یا خارج میں استعمال کرتے ہیں تو اس کو مجاز کہتے ہیں جیسے لفظ اسد کے معنی شیر ہے اگر اس لفظ کو بہادر آدمی کے معنی میں استعمال کریں تو یہ مجاز ہے لفظ کے مجازی معنی کو جاننے کے لیے قرینہ اور علامت کی ضرورت ہوتی ہے اگر کوئی قرینہ نہ ہو تو اس لفظ کا حقیقی معنی مراد لیا جائے گا۔

| |
|---|
| لفظ را چوں یک موضوع لہ باشد آں را مفرد خوانند و اگر زیادہ باشد آں را مشترک خوانند و در ہر معنی محتاج بقرینہ باشد چوں لفظ عین و اگر دو لفظ از برائے یک معنی موضوع لہ باشد آں را مترادفان خوانند چوں انسان و بشر و اگر ہر یک را دگر موضوع لہ باشد متبائنان خوانند چوں انسان و فرس. |

**ترجمہ:۔** لفظ کا جب ایک موضوع لہ ہو تو اس کو مفرد کہتے ہیں اور اگر زیادہ ہو تو اس کو مشترک کہتے ہیں اور ہر معنی قرینہ کا محتاج ہوگا جیسے لفظ ''عین'' اور اگر دو لفظ ایک معنی کے لیے وضع کیے گئے ہوں تو اس کو مترادفان کہتے ہیں جیسے انسان اور بشر اور اگر ہر ایک موضوع لہ دوسرا ہو تو اس کو متبائنان کہتے ہیں جیسے انسان اور فرس۔

**تشریح:۔** معنی کی تعداد کے لحاظ سے لفظ کی چند قسمیں ہیں:

(۱) مفرد (۲) مشترک (۳) مترادفان (۴) متبائنان۔

**مفرد:۔** اگر لفظ کا ایک معنی ہو تو اس کو مفرد کہتے ہیں جیسے فرس۔

**مشترک:۔** اگر لفظ کا معنی ایک سے زائد ہو تو اس کو مشترک کہتے ہیں جیسے لفظ ''عین'' اس کا معنی آنکھ، سونا، سورج، چشمہ وغیرہ ہے لفظ مشترک کا معنی متعین کرنے کے لیے قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

**مترادفان:۔** اگر لفظ دو ہوں اور ان دونوں لفظوں کا معنی ایک ہو تو اسے مترادفان کہتے

ہیں جیسے انسان اور بشر کہ دونوں کا معنی ایک ہے۔

**متبائنان:۔** اگر لفظ دو ہوں اور ان کا معنی بھی دو ہوں تو اسے متبائنان کہتے ہیں۔ جیسے انسان اور فرس۔

> لفظ دال بر معنی مطابقت بر دو قسم است، مفرد و مرکب، مرکب آں باشد کہ جز و لفظ وے دلالت کند بر جز معنی مقصود وے و دلالتش مقصود باشد چوں رامی الحجارۃ، و مفرد آنست کہ ایں چنیں نہ باشد و ایں بر چہار قسم باشد یکے آں کہ جز ندارد چوں ہمزۂ استفہام، دوم آنکہ جز دارد ولیکن آں جز دلالت بر جز معنی ندارد اصلاً چوں زید، سوم آں کہ جز دارد و آں جز دلالت دارد بر معنی لیکن بر جز و معنی مقصود دلالت ندارد چوں عبد اللہ در حالت علمیت، چہارم آنکہ جز دارد و آں جز دلالت دارد بر جز معنی مقصود لیکن آں دلالت مقصود نباشد چوں حیوان ناطق در حالتے کہ علم شخص انسان باشد۔

**ترجمہ:۔** معنی مطابقی پر دلالت کرنے والا لفظ دو قسم پر ہے مفرد، مرکب۔ مرکب وہ ہے کہ اس کا جز معنی مقصود کے جز پر دلالت کرے اور وہ دلالت مقصود ہو جیسے رامی الحجارۃ، اور مفرد وہ ہے کہ ایسا نہ ہو اور یہ چار قسموں پر ہے ایک جز نہ رکھتا ہو جیسے ہمزۂ استفہام، دوم یہ کہ جز رکھتا ہو لیکن وہ جز معنی کے جز پر بالکل دلالت نہ کرتا ہو جیسے زید، سوم یہ کہ جز رکھتا ہو اور وہ جز معنی کے جز پر دلالت کرتا ہو مگر معنی مقصود کے جز پر دلالت نہ کرتا ہو جیسے عبد اللہ حالت علمیت میں، چہارم یہ کہ جز رکھتا ہو اور وہ جز معنی مقصود کے جز پر دلالت بھی کرتا ہو مگر وہ دلالت مقصود نہ ہو جیسے حیوان ناطق اس حال میں جب کہ کسی انسان کا نام ہو۔

**تشریح:۔** جو لفظ معنی پر دلالت کرتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) مفرد (۲) مرکب۔

**مرکب:۔** جب لفظ کا جز معنی مقصود کے جز پر دلالت کرے اور وہ دلالت مقصود بھی ہو تو اس کو مرکب کہتے ہیں جیسے رامی الحجارۃ (پتھر پھینکنے والا) ''رامی الحجارۃ'' ایک لفظ ہے اس کے دو جز ہیں رامی (پھینکنے والا) حجارۃ (پتھر) لفظ کا جز معنی کے جز پر دلالت کر رہا ہے اور یہ

دلالت مقصود بھی ہے یعنی رامی الحجارۃ سے پتھر پھینکنے والا ہی مراد ہے۔

**مفرد:۔** وہ ہے جو مرکب کی طرح نہ ہو۔اس کی چار صورتیں ہوسکتی ہیں:

(۱)لفظ کا جز ہی نہ ہو جیسے ہمزۂ استفہام۔

(۲)لفظ کا جز ہو مگر معنی کے جز پر دلالت نہ کرے جیسے زید۔

(۳)لفظ کا جز معنی مقصود کے جز پر دلالت نہ کرے جیسے عبداللہ جب کہ کسی کا نام ہو۔ اس مثال میں عبد کا لفظ ایک جز ہے جو اپنے معنی عبودیت پر دلالت کرتا ہے مگر یہ معنی، معنی مقصود یعنی جس کا نام رکھا گیا ہے اس کا جز نہیں ہے۔

(۴)لفظ کا جز معنی مقصود کے جز پر دلالت کرے مگر وہ دلالت مقصود نہ ہو جیسے حیوان ناطق اگر یہ کسی کا نام رکھ دیا جائے اس مثال میں حیوان ناطق کا معنی مقصود وہ شخص انسانی ہے جس کا نام رکھا گیا ہے یہاں لفظ کا جز یعنی حیوان اپنے معنی پر دلالت کرتا ہے اور حیوان کا معنی انسان کی ماہیت کا ایک جز ہے لہٰذا لفظ کے جز کی دلالت معنی کے جز پر ہوئی مگر یہ دلالت مقصود ہی نہیں کیونکہ مقصود تو صرف ذات مشخصہ ہے۔

| |
|---|
| مفرد بر سہ قسم است اسم وکلمہ واداۃ، زیرا کہ معنی لفظ مفرد اگر ناتمام بود یعنی صلاحیت نہ دارد کہ محکوم علیہ ومحکوم بہ شود آں را دریں فن اداۃ خوانند ودر نحو حرف وگر معنی وے تمام است پس خالی ازاں نیست کہ صلاحیت دارد کہ محکوم علیہ شود یا نہ، اگر ندارد آں را کلمہ گویند ودر نحو فعل واگر صلاحیت دارد آں را اسم خوانند. |

**ترجمہ:۔** مفرد تین قسموں پر ہے اسم، کلمہ، اداۃ۔اس لیے کہ لفظ مفرد کا معنی اگر ناتمام ہو یعنی محکوم علیہ ومحکوم بہ بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس کو اس فن میں اداۃ کہتے ہیں اور نحو میں حرف اور اس کا معنی تمام ہو تو اس بات سے خالی نہیں کہ محکوم علیہ بننے کی صلاحیت رکھتا ہے یا نہیں اور اگر نہیں رکھتا تو اس کو کلمہ کہتے ہیں اور نحو میں فعل اور اگر صلاحیت رکھتا ہے تو اس کو اسم کہتے ہیں۔

**تشریح:۔** سب سے پہلے چند لفظوں کا اصلاحی مفہوم سمجھو!

**محکوم علیہ:۔** وہ ہے جس پر کوئی حکم لگایا جائے جیسے "زید کاتب" میں زید محکوم علیہ ہے

کیونکہ اس پر کاتب ہونے کا حکم لگا ہے اس کو منسوب الیہ بھی کہتے ہیں اور مسند الیہ بھی۔

**محکوم بہ:۔** جس چیز کا حکم لگایا جاتا ہے اس کو محکوم بہ کہتے ہیں جیسے "زید کاتب" میں کاتب محکوم بہ ہے کیونکہ زید پر کاتب ہونے ہی کا حکم لگایا گیا ہے اس کو منسوب بھی کہتے ہیں اور مسند بھی۔

**معنی ناتمام:۔** وہ معنی ہے جو نہ محکوم علیہ ہو سکے نہ محکوم بہ جیسے "من، الیٰ" کا معنی اس معنی کو معنی غیر مستقل بھی کہتے ہیں۔

## مفرد کی تین قسمیں ہیں

(۱) اسم (۲) کلمہ (۳) ادات۔

**اسم:۔** وہ مفرد ہے جو محکوم علیہ بننے کی صلاحیت رکھتا ہو جیسے "زید"۔

**کلمہ:۔** وہ مفرد ہے جو محکوم علیہ بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو جیسے "ضرب" یہ محکوم بہ تو بن سکتا ہے مگر محکوم علیہ نہیں بن سکتا ہے اس کو فن نحو میں فعل کہتے ہیں۔

**ادات:۔** وہ مفرد ہے جو نہ محکوم علیہ بننے کی صلاحیت رکھتا ہو اور نہ محکوم بہ کی جیسے "من، الیٰ" اس کو فن نحو میں حرف کہتے ہیں۔

لفظ مرکب بر دو قسم است تام و غیر تام، تام آنست کہ سکوت بروے صحیح باشد چوں متکلم برآں جا سکوت کند مخاطب را انتظارے نہ باشد ای آں چناں انتظارے کہ با محکوم علیہ باشد بے محکوم بہ و با محکوم بہ باشد بے محکوم علیہ و مرکب تام اگر فی نفسہ محتمل صدق و کذب باشد آں را خبر و قضیہ خوانند و ایں عمدہ است در باب تصدیقات و اگر محتمل نہ باشد آں را انشاء خواہ دلالت کند بالذات بر طلب چوں امر و نہی و استفہام و خواہ دلالت نہ کند بر طلب چوں تمنی و ترجی و تعجب و ندا و مانند آں و ایں قسم یعنی انشاء معتبر است در محاورات، و غیر تام آنست کہ بروے سکوت صحیح نہ باشد و ایں منقسم می شود بترکیب تقییدی کہ در وے جزو دوم قید اول باشد خواہ باضافت

چوں غلام زید خواہ بوصف چوں حیوان ناطق ایں عمدہ است در باب تصورات وترکیب غیر تقییدی چوں فی الدار وخمسۃ عشر.

**ترجمہ:۔** لفظ مرکب دو قسموں پر ہے: تام، غیر تام۔ مرکب تام وہ ہے کہ اس پر سکوت صحیح ہو جب بولنے والا اس پر سکوت کرے تو سننے والے کو کوئی انتظار نہ رہے یعنی ایسا انتظار جو محکوم علیہ کے ساتھ بغیر محکوم بہ کے اور محکوم بہ کے ساتھ بغیر محکوم علیہ کے رہتا ہے۔

اور مرکب تام اگر بالذات محتمل صدق وکذب ہو تو اسے خبر اور قضیہ کہتے ہیں اور یہی تصدیقات کے باب میں قابل اعتبار ہے اور اگر محتمل نہ ہو تو اس کو انشاء کہتے ہیں چاہے بالذات طلب پر دلالت کرے جیسے تمنی، ترجی، تعجب اور ندا اور اس کے مثل اور یہ قسم یعنی انشاء محاورات میں معتبر ہے اور غیر تام وہ ہے کہ اس پر سکوت صحیح نہ ہو اور یہ منقسم ہوتا ہے ترکیب تقییدی کی طرف کہ جس میں دوسرا جز پہلے جز کی قید میں ہو چاہے اضافت کے ساتھ جیسے "غلام زید" یا وصف کے ساتھ جیسے "حیوان ناطق" اور یہ تصورات کے باب میں معتبر ہے اور ترکیب غیر تقییدی کی طرف جیسے "فی الدار" اور "خمسۃ عشر"۔

**تشریح:۔** مرکب کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں:

مرکب
- مرکب تام
  - خبر وقضیہ
  - انشاء
- مرکب غیر تام
  - مرکب تقییدی
  - مرکب غیر تقییدی

**مرکب تام:۔** وہ مرکب ہے کہ اس پر سکوت صحیح ہو یعنی کہنے والا جب چپ ہو جائے تو سننے والے کو کوئی انتظار نہ رہے یعنی محکوم علیہ ذکر ہو جائے اور محکوم بہ کا ذکر نہ ہو یا محکوم بہ کا ذکر ہو جائے اور محکوم علیہ مذکور نہ ہو ایسی صورت میں سننے والے کو غیر مذکور کا انتظار رہے گا جیسے کہنے والا صرف زید کہے تو سننے والے کو کاتب کا انتظار رہے گا اسی طرح اگر کاتب کہے تو سننے والے کو زید کا انتظار رہے گا لہٰذا سننے والے کو ایسا انتظار نہ رہے یعنی مرکب تام وہ ہے جس میں محکوم علیہ اور محکوم بہ دونوں کا ذکر ہونا ضروری ہے۔

**مرکب غیر تام:**۔ وہ مرکب ہے جس پر سکوت صحیح نہ ہو جیسے ''غلام زید''۔

## مرکب تام کی دو قسمیں ہیں

(۱) خبر وقضیہ (۲) انشاء۔

**خبر وقضیہ:**۔ وہ مرکب تام ہے جو محتمل صدق وکذب ہو یعنی کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں جیسے ''زید قائم''۔

**انشاء:**۔ وہ مرکب تام ہے جو محتمل صدق وکذب نہ ہو یعنی کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں جیسے ''اضرب''۔

## مرکب غیر تام کی دو قسمیں ہیں

(۱) مرکب تقییدی (۲) مرکب غیر تقییدی۔

**مرکب تقییدی:**۔ وہ مرکب ہے جس میں دوسرا جز پہلے جز کی قید میں ہو جیسے غلام زید، حیوان ناطق، غلام زید میں غلام سے مراد زید کا غلام ہے اگر زید ذکر نہ کیا جائے تو غلام کا معنی زید کا غلام نہ ہوگا بلکہ کوئی بھی غلام ہوسکتا ہے، ایسے ہی حیوان ناطق میں بھی ہوگا لہٰذا ''زید'' غلام کی اور ''ناطق'' حیوان کی قید میں ہے۔

**مرکب غیر تقییدی:**۔ وہ مرکب ہے جس میں دوسرا جز پہلے کی قید میں نہ ہو جیسے ''خمسة عشر، فی الدار'' اس میں خمسۃ کا جو معنی ہے وہ عشر کے بغیر بھی ادا ہوگا اسی طرح فی کا معنی بغیر دار کے بھی پایا جائے گا۔

یہ بھی واضح ہو کہ تصورات کے باب میں مرکب تقییدی معتبر ہے اور تصدیقات کے باب میں خبر وقضیہ معتبر ہے اور انشاء کا اعتبار صرف محاورات اور گفتگو میں ہوتا ہے۔

| |
|---|
| ادراک معنی الفاظ مفردہ، ادراک معانی مرکبات غیر تامہ وادراک معانی مرکبات تامہ انشائیہ وادراک معانی مرکبات موہومہ وادراک معانی مرکبات مشکوکہ مجموعہ تصورات باشد دو ادراک معانی خبر وقضیہ |

تصدیق باشد، ایں است مباحث الفاظ چوں کہ مناسب ایں مقام است چوں تصدیق موقوف بود بر تصور ازیں جہت بیان احوال تصورات را مقدم داشتم بر بیان احوال تصدیقات.

**ترجمہ:۔** مفرد الفاظ کے معانی کا ادراک مرکبات غیر تامہ کے معانی کا علم مرکبات تامہ انشائیہ کے معانی کا علم مرکبات موہومہ کے معانی کا علم اور مرکبات مشکوکہ کے معانی کا علم یہ سب تصورات ہیں اور خبر وقضیہ کے معانی کا علم تصدیق یہ الفاظ کی بحثیں ہیں جو اس مقام کے مناسب ہیں چونکہ تصدیق موقوف ہے تصور پر اس لیے تصورات کے احوال کے بیان کو تصدیقات کے احوال کے بیان پر مقدم رکھا۔

**تشریح:۔** واضح ہو کہ صرف خبر وقضیہ کے معانی کا علم تصدیق ہوگا بقیہ الفاظ کے معانی کے علم تصورات ہیں خواہ لفظ مفرد ہو جیسے ''زید''۔

یا مرکبات غیر تامہ ہوں جیسے ''غلام زید، حیوان ناطق''۔

یا مرکبات تامہ انشائیہ ہوں جیسے ''اضرب''، وغیرہ۔

یا مرکبات تامہ موہومہ یا مشکوکہ ہوں جیسے ''زید کاتب'' وہم یا شکوک کے ساتھ۔

ان تمام الفاظ کے معانی کا ادراک تصورات کہلائیں گے۔

چونکہ تصدیق بغیر تصورات کے نہیں پائی جاتی اس لیے تصدیق سے پہلے تصورات کا بیان کیا جارہا ہے۔

ہر چہ در ذہن متصور شود اگر نفس تصور وے مانع از وقوع شرکت بود بین کثیرین آں را جزئی حقیقی خوانند چوں زید و اگر نفس تصور وے مانع وقوع شرکت نباشد بین کثیرین آں را کلی خوانند چوں انسان و ہر یک ازاں کثیرین را افراد آں کلی وجزئی اضافی وے خوانند وجزئی اضافی شاید کہ جزئی حقیقی باشد چوں زید بقیاس انسان وشاید کہ کلی باشد فی نفسہ لیکن جزئی اضافی کلی دیگر باشد چوں انسان بقیاس حیوان.

**ترجمہ:۔** جو کچھ ذہن میں حاصل ہوتا ہے اگر اس کا نفس تصور کثیرین کی وقوع شرکت

سے روکنے والا ہے تو اس کو جزئی حقیقی کہتے ہیں جیسے زید اور اگر اس کا نفس تصور کثیرین کی وقوع شرکت سے روکنے والا نہ ہو تو اسے کلی کہتے ہیں جیسے کہ انسان اور کثیرین میں سے ہر ایک کو اس کلی کا فرد یا اس کلی کی جزئی اضافی کہتے ہیں اور جزئی اضافی ہو سکتا ہے کہ جزئی حقیقی ہو جیسے ''زید'' انسان پر قیاس کرتے ہوئے اور ہو سکتا ہے کہ وہ بذات خود کلی ہو مگر جزئی اضافی دوسری کلی ہوگی جیسے ''انسان'' حیوان پر قیاس کرتے ہوئے۔

**تشریح**:۔ جو کچھ ذہن میں حاصل ہوتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) جزئی حقیقی (۲) کلی۔

**جزئی حقیقی**:۔ اگر کسی شئی کا نفس تصور کثیرین کی وقوع شرکت سے روکنے والا ہے تو اسے جزئی حقیقی کہتے ہیں جیسے زید کا تصور چونکہ زید کے تصور میں عمرو، بکر، خالد وغیرہ شریک نہیں ہو سکتے اس لیے زید کے تصور کو جزئی حقیقی کہیں گے۔

**کلی**:۔ اگر کسی شئی کا نفس تصور کثیرین کی وقوع شرکت کو روکنے والا نہیں ہے تو اس کو کلی کہتے ہیں جیسے انسان کا تصور کلی ہے کیونکہ اس میں عمرو، زید، بکر وغیرہ سب شریک ہیں اور ان کی شرکت کو روکنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔

**کلی کے افراد**:۔ جو کثیرین (زید، عمرو، بکر وغیرہ) کلی میں شریک ہیں ان سب کو اس کلی کے افراد کہیں گے۔

**جزئی اضافی**:۔ کلی کے افراد کو جزئی اضافی بھی کہتے ہیں۔

**جزئی اضافی**:۔ اخص تحت العام کو کہتے ہیں۔

جزئی اضافی اور کلی کے افراد دونوں ایک ہی چیزیں ہیں۔

واضح ہو کہ جزئی اضافی کبھی جزئی حقیقی ہوتی ہیں جیسے زید اور کبھی جزئی اضافی کلی ہوتی ہے جیسے انسان یہ کلی بھی ہے کیونکہ کثیرین پر صادق آتا ہے اور جزئی اضافی بھی ہے کیونکہ حیوان کے تحت میں ہے اور اس کا ایک فرد ہے۔

| |
|---|
| کلی را چوں قیاس کنیم با حقیقت افراد خود یا تمام حقیقت افراد خود باشد یا جزء حقیقت افراد خود باشد یا خارج از حقیقت افراد خود باشد آں کہ تمام |

حقیقت افراد خود باشد نوع حقیقی خوانند چوں انسان کہ تمام ماہیت زید عمرو بکر وخالد است وایشاں راز یکے دیگر امتیاز ے نیست الا بعوارض مشخصہ ومعینہ کہ در حقیقت ماہیت انسان مدخل ندارد وچوں نوع حقیقی تمام ماہیت افراد خود است افراد وے متفقۃ الحقیقۃ باشند پس ہرگاہ کہ از فرد وے یا افراد ے بماہو سوال کند آں نوع در جواب مقول شود پس نوع کلی باشد کہ مقول شود بر امور متفقۃ الحقیقۃ در جواب ماہو مثلاً ہرگاہ کہ گویند ما زید وبکر جواب انسان باشد۔

**ترجمہ:۔** کلی کا جب ہم اس کی حقیقت کے لحاظ سے قیاس کریں تو وہ اپنے افراد کی تمام حقیقت ہوگی یا اپنے افراد کی جزء حقیقت ہوگی یا اپنے افراد کی خارج حقیقت ہوگی جو اپنے افراد کی تمام حقیقت ہوگی اس کو نوع حقیقی کہتے ہیں جیسے ''انسان'' یہ زید، بکر، عمرو کی تمام حقیت ہے اوران کو ایک دوسرے سے کوئی امتیاز نہیں سوائے عوارض مشخصہ اور معینہ کے جن کا افراد کی حقیقت وماہیت میں کوئی دخل نہیں اور جب نوع حقیقی اپنے افراد کی تمام حقیقت ہے تو اس کے افراد متفقۃ الحقیقۃ ہوں گے۔

لہٰذا جس وقت اس کے فرد یا افراد کے بارے میں ماہو کے ذریعہ سوال کریں گے تو وہی نوع جواب میں بولی جائے گی اس لیے نوع وہ کلی ہے جو امور متفقۃ الحقیقۃ پر ماہو کے جواب میں بولی جائے مثلاً جس وقت کہ کہیں ''زید وبکر ماھما''، یعنی زید وبکر کیا ہیں؟ تو جواب انسان ہوگا۔

**تشریح:۔** یہاں کلی کی تقسیم اوراس کی قسموں کی تعریف اوراس کی دلیل حصر پیش کی جاتی ہے:

## کلی کی پانچ قسمیں ہیں

(۱) نوع حقیقی (۲) جنس (۳) فصل (۴) خاصہ (۵) عرض عام، ان کو کلیات خمسہ کہتے ہیں۔

### کلیات خمسہ کی دلیل حصر:

کلی اپنے افراد کی تمام حقیقت ہوگی یا جزء حقیقت ہوگی یا خارج حقیقت ہوگی، اگر کلی

اپنے افراد کی تمام حقیقت ہے تو وہ نوع حقیقی ہے اور اگر اپنے افراد کی جزءِ حقیقت ہے تو وہ چند حقیقتوں کے درمیان تمام مشترک ہوگی یا تمام مشترک نہیں ہوگی، اگر وہ کلی چند حقیقتوں کے درمیان تمام مشترک ہے تو وہ جنس ہے اور اگر تمام مشترک نہیں ہے تو وہ فصل ہے اور اگر کلی اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہے تو وہ صرف ایک حقیقت کے ساتھ خاص ہے یا کئی حقیقتوں کے ساتھ پائی جاتی ہے، اگر ایک حقیقت کے ساتھ خاص ہے تو وہ خاصہ ہے اور اگر کئی حقیقتوں کے ساتھ پائی جاتی ہے تو وہ عرض عام ہے۔ اگر کلی اپنے افراد کی تمام حقیقت ہے تو اس کو نوع حقیقی کہتے ہیں جیسے انسان کہ یہ زید عمر بکر کی تمام حقیقت ہے ان کے درمیان حقیقت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں اگر کچھ فرق ہے تو عوارض یعنی اوصاف کا ہے اور عوارض اور اوصاف کو حقیقت میں کوئی دخل نہیں ہوتا ہے۔

جب یہ معلوہو گیا کہ نوع حقیقی اپنے افراد کی تمام ماہیت ہوتی ہے تو اسی سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ اس کے تمام افراد متفقۃ الحقیقۃ ہوں گے یعنی سب کی حقیقت ایک ہوگی لہٰذا جب بھی اس کے ایک فرد یا متعدد افراد کے بارے میں ماہو سے سوال کریں گے تو وہی نوع جواب میں بولی جائے گی مثلاً جب ہم پوچھیں کہ زید، عمر، بکر، کی حقیقت کیا ہے تو جواب میں انسان بولا جائے گا۔

اب نوع کی تعریف یاد کرو:

**نوع حقیقی**:۔ وہ کلی ہے جو امور متفقۃ الحقیقۃ پر ماہو کے جواب میں بولی جائے جیسے "زید وبکر ماھما" کا جواب انسان ہوگا۔

> وآں کہ جزءِ حقیقت افراد خود باشد آں را ذاتی گویند آں منحصر است در جنس وفصل زیرا کہ جز وحقیقت افراد خود اگر تمام مشترک باشد میان آں حقیقت وحقیقت دیگر آں را جنس خوانند و مراد بتمام مشترک آں است کہ میان آں دو حقیقت ہیچ جز مشترک خارج آں نباشد چوں حیوان کہ تمام مشترک ست میان حقیقت انسان وحقیقت فرس زیرا کہ انسان وفرس با یک دگر مشترک اند در ذاتیات بسیار چوں

جوہر قابل ابعاد ثلاثہ ونامی وحساس ومتحرک بالارادہ وحیوان عبارت ازیں مجموع است وجنس چوں تمام مشترک است میان امور مختلفۃ الحقائق پس ہرگاہ کہ ازاں امور مختلفۃ الحقائق بماہو سوال کند جنس در جواب مقول شود مثلاً ہرگاہ کہ از انسان وفرس بماہما سوال کنند جواب حیوان باشد زیرا کہ سوال ایں ہنگام از تمام حقیقت مشترک است وآں حیوان است واگر از انسان تنہا بماہو سوال کنند سوال از تمام حقیقت مختصہ او باشد وحیوان در جواب نشاید گفت بلکہ در جواب حیوان ناطق باید گفت و ازیں جا معلوم شد کہ جنس کلی است کہ مقول شود بر امور مختلفۃ الحقائق در جواب ماہو.

**ترجمہ:۔** اور وہ کلی جو اپنے افراد کی حقیقت کا جز ہو اس کو ذاتی کہتے ہیں اور وہ منحصر ہے جنس وفصل میں اس لیے کہ اپنے افراد کی حقیقت کا جز اگر تمام مشترک ہو اس حقیقت اور دوسری حقیقت کے درمیان تو اس کو جنس کہتے ہیں۔

تمام مشترک سے مراد یہ ہے کہ ان دو حقیقتوں کے درمیان اس مشترک سے کوئی جزء مشترک خارج نہ ہو جیسے حیوان یہ انسان اور فرس کی حقیقت کے درمیان تمام مشترک ہے اس لیے کہ انسان اور فرس بہت سی ذاتیات میں ایک دوسرے کے ساتھ مشترک ہیں جیسے جوہر، قابل ابعاد ثلاثہ، نامی، حساس اور متحرک بالارادہ، اور انھیں سب کے مجموعہ کا نام حیوان ہے اور جنس جب امور مختلفۃ الحقائق کے درمیان تمام مشترک ہے تو جس وقت ان امور مختلفۃ الحقائق کے بارے میں ماہو کے ذریعہ سوال کرتے ہیں تو جواب میں جنس بولی جاتی ہے مثلا جس وقت کہ انسان اور فرس کے بارے میں ماہما کے ذریعہ سوال کریں تو جواب حیوان ہوگا اس لیے کہ سوال اس وقت تمام حقیقت مشترکہ سے ہے اور وہ حیوان ہے اور اگر تنہا انسان کے بارے میں ماہو کے ذریعہ سوال کرتے ہیں تو سوال اس کی تمام حقیقت مختصہ سے ہوگا لہٰذا جواب میں حیوان نہیں کہنا چاہیے بلکہ جواب میں حیوان ناطق کہنا چاہیے اور اس جگہ معلوم ہو گیا کہ جنس وہ کلی ہے جو امور مختلفۃ الحقائق پر ماہو کے جواب میں بولی جائے۔

**تشریح:**۔ جو کلی اپنے افراد کی حقیقت کا جز ہو اس کی دو صورت ہے:

(۱) چند حقیقتوں کے درمیان تمام مشترک ہوگی۔

(۲) چند حقیقتوں کے درمیان تمام مشترک نہیں ہوگی۔

وہ جز اگر چند حقیقتوں کے درمیان تمام مشترک ہے تو وہ جنس ہے۔

**تمام مشترک:**۔ وہ مشترک ہے کہ چند حقیقتوں کے درمیان کوئی بھی جزء مشترک اس مشترک سے خارج نہ ہو جیسے حیوان اس لیے کہ انسان اور فرس کے درمیان جوہر، قابل ابعاد ثلاثہ، جسم نامی، حساس اور متحرک بالارادہ مشترک ہیں اور انھیں اجزا کے مجموعہ کا نام حیوان ہے لہٰذا حیوان ہی انسان اور فرس کے درمیان ایک ایسا جزء مشترک ہے جس میں تمام اجزاء مشترک پائے جاتے ہیں اس لیے انسان اور فرس کے درمیان حیوان تمام مشترک ہوا۔

**تمام مشترک کی دوسری تعریف:**۔ چند حقیقتوں کے درمیان اجزاء مشترکہ کے مجموعہ کو تمام مشترک کہتے ہیں جیسے جوہر، قابل ابعاد ثلاثہ، نامی، حساس اور متحرک بالارادہ کا مجموعہ تمام مشترک ہے اور اسی مجموعہ کو حیوان بھی کہتے ہیں۔

جب یہ معلوم ہوگیا کہ جنس چند حقیقتوں کے درمیان تمام مشترک ہوتی ہے تو جب بھی ان چند مختلف حقیقتوں کے بارے میں ماھو سے سوال کریں گے تو جواب میں جنس ہی بولی جائے گی مثلا جب ہم پوچھیں کہ ”الانسان والفرس ماھما“ انسان اور فرس کیا ہیں تو جواب حیوان ہوگا کیونکہ سوال اس وقت ایسی حقیقت کے بارے میں ہے جو انسان اور فرس کے درمیان تمام مشترک ہے اور وہ صرف حیوان ہے۔

اور اگر صرف انسان کے بارے میں ماھو کے ذریعہ سوال کریں تو اس وقت سوال صرف انسان کی تمام حقیقت کے بارے میں ہوگا جو اسی کے ساتھ خاص ہے لہٰذا جواب حیوان نہیں ہوگا کیونکہ حیوان چند حقیقتوں میں تمام مشترک ہے بلکہ جواب حیوان ناطق ہوگا کیونکہ یہی حقیقت انسان کے ساتھ خاص ہے۔

اب جنس کی تعریف یاد کیجئے:

**جنس:**۔ وہ کلی ہے جو امور مختلفۃ الحقائق پر ماھو کے جواب میں بولی جائے جیسے حیوان۔

وشاید کہ یک حقیقت را اجناس متعددہ باشد بعضے فوق بعضے تحت چوں حیوان کہ جنس انسان است فوق او جسم نامی است وفوق جسم نامی مطلق است وفوق جسم مطلق جوہر است وآں جنس کہ در جواب جمیع مشارکات درآں جنس واقع شود آں راجنس قریب خوانند چوں حیوان کہ ہر چہ بانسان در حیوانیت شریک است چوں اورا با انسان درسوال جمع کنی جواب حیوان باشد وآں جنس کہ در جواب از جمیع مشارکات واقع نشود آں راجنس بعید خوانند چوں جسم نامی کہ مشترک است میان انسان وحیوانات ونباتات لیکن در جواب سوال از انسان بانباتات مقول می شود در جواب سوال از انسان با حیوانات دیگر مقول نمی شود وہر جنس کہ جواب از جمیع مشارکات درو ے دومرتبہ باشد بعید بیک مرتبہ باشد چوں جسم نامی واگر جواب دراں جنس سہ مرتبہ باشد بعید بدومرتبہ باشد چوں جسم مطلق وعلی ہذا القیاس وابعد اجناس راجنس عالی خوانند چوں جو ہر در مثال مذکور واقرب اجناس راجنس سافل خوانند چوں حیوان دریں مثال وآنچہ میان جنس عالی وسافل باشد آں راجنس متوسط خوانند چوں جسم نامی وجسم مطلق دریں مثال اینست بیان آں جز کہ تمام مشترک ہست.

**ترجمہ:۔** اور ہوسکتا ہے کہ ایک حقیقت کی متعدد جنسیں ہوں بعض اوپر اور بعض نیچے جیسے حیوان یہ انسان کی جنس ہے اس کے اوپر جسم نامی ہے اور جسم نامی کے اوپر جسم مطلق ہے اور جسم مطلق کے اوپر جوہر ہے اور وہ جنس جوان جمیع مشاراکات کے جواب میں واقع ہو اس کو جنس قریب کہتے ہیں جیسے حیوان کہ جو کچھ انسان کے ساتھ حیوانیت میں شریک ہیں جب ان کو انسان کے ساتھ سوال میں جمع کروگے تو جواب حیوان ہوگا اور وہ جنس جو جمیع مشارکات کے جواب میں واقع نہ ہو اس کو جنس بعید کہتے ہیں جیسے جسم نامی کہ مشترک ہے انسان، حیوانات اور نباتات کے درمیان لیکن انسان اور نباتات سے سوال کے جواب میں تو بولی جاتی ہے لیکن انسان اور حیوانات کے بارے میں سوال کرنے سے نہیں بولی جاتی اور جو جنس ان جمیع مشارکات کے جواب میں دومرتبہ ہو وہ بعید بیک مرتبہ ہے جیسے جسم نامی اور اگر جواب اس جنس

میں تین مرتبہ ہوتو بعید بدومرتبہ ہے جیسے جسم مطلق اوراسی پر قیاس کرلواور سب سے دوروالی جنس کوجنس عالی کہتے ہیں جیسے جوہر مثال مذکور میں اور سب سے قریب والی جنس کو جنس سافل کہتے ہیں جیسے حیوان اسی مثال میں اور جو جنس عالی اور سافل کے درمیان ہے اس کو جنس متوسط کہتے ہیں جیسے جسم نامی اور جسم مطلق اسی مثال میں، یہ اس جز کا بیان ہے جو تمام مشترک ہے۔

**تشریح**:۔ایک حقیقت کی متعدد جنسیں ہوسکتی ہیں جیسے انسان کی جنس حیوان بھی ہے جسم نامی بھی ہے جسم مطلق بھی ہے اور جوہر بھی ہے انسان کی جنسوں میں سب سے خاص جنس حیوان ہے اس سے عام جسم نامی ہے اوراس سے عام جسم مطلق ہے اوراس سے بھی عام جوہر ہے۔

جوجنس سب سے عام ہوتی ہے اس کوسب سے اوپر رکھتے ہیں اور جوسب سے خاص ہوتی ہے اس کوسب سے نیچے رکھتے ہیں کیونکہ عام اوپر ہوتا ہے اور خاص نیچے اس لحاظ سے سب سے اوپر والی جنس کوجنس عالی کہیں گے جیسے جوہر اور سب سے نیچے والی جنس کو سافل جیسے حیوان اور جو جنس عالی اور جنس سافل کے درمیان ہو اس کوجنس متوسط کہتے ہیں جیسے جسم نامی اور جسم مطلق۔

جوجنس ماہیت سے قریب ہوتی ہے اس کو جنس قریب کہتے ہیں اور جو جنس ماہیت سے دور ہوتی ہے اس کو جنس بعید کہتے ہیں یا یوں کہیے کہ جو جنس جمیع مشارکات کے جواب میں بولی جاتی ہے وہ جنس قریب ہے اور جو جنس جمیع مشارکات کے جواب میں نہیں بولی جاتی وہ جنس بعید ہے۔

وہ جنس جو جمیع مشارکات کا جواب دومرتبہ ہو وہ بعید بیک مرتبہ ہے اور جو جنس جمیع مشارکات کا جواب تین مرتبہ ہو وہ بعید بدومرتبہ ہے اور جو جنس جمیع مشارکات کا جواب چار مرتبہ ہو وہ بعید بسہ مرتبہ ہے۔

اب انسان کی جنسوں کا ایک خاکہ پیش کیا جاتا ہے پھر تمام اصطلاحوں کی تعریف کی جائے گی۔

| | | |
|---|---|---|
| بسہ مرتبہ جنس بعید | جوہر | جنس عالی |
| بدومرتبہ جنس بعید | جسم مطلق | جنس متوسط |
| بیک مرتبہ جنس بعید | جسم نامی | جنس متوسط |
| جنس قریب | حیوان | جنس سافل |
| | انسان | |

# تعریفات

**جنس قریب:**۔ وہ جنس ہے جو جمیع مشارکات کے جواب میں بولی جائے جیسے حیوان۔
سوال:۔ الانسان و الفرس ماھما؟
جواب:۔ حیوان۔

**جنس بعید:**۔ وہ جنس ہے جو جمیع مشارکات کے جواب میں نہ بولی جائے جیسے جسم نامی، جسم مطلق اور جوہر۔
سوال:۔ الانسان و الفرس ماھما؟
جواب:۔ حیوان۔ نہ کہ جسم نامی، جسم مطلق اور جوہر۔ لہٰذا یہ سب جنسیں انسان کے لیے جنس بعید ہیں۔

**جنس عالی:**۔ وہ جنس ہے جو سب سے اوپر ہو جیسے جوہر۔

**جنس سافل:**۔ وہ جنس ہے جو سب سے نیچے ہو جیسے حیوان۔

**جنس متوسط:**۔ وہ جنس ہے جو جنس عالی اور جنس سافل کے درمیان ہو جیسے جسم نامی اور جسم مطلق۔

**جنس بعید بیک مرتبہ:**۔ وہ جنس ہے جو جمیع مشارکات کا دو بار جواب ہو جیسے جسم نامی۔

**جنس بعید بدو مرتبہ:**۔ وہ جنس ہے جو جمیع مشارکات کا تین بار جواب ہو جیسے جسم مطلق۔

**جنس بعید بسہ مرتبہ:**۔ وہ جنس ہے جو جمیع مشارکات کا چار بار جواب ہو جیسے جوہر۔

**جمیع مشارکات:**۔ جو متعدد چیزیں سوال میں جمع ہوتی ہیں ان کو جمیع مشارکات کہتے ہیں جیسے الانسان و الفرس ماھما؟ میں انسان اور فرس جمیع مشارکات ہیں۔

| |
|---|
| واگر آں جز و حقیقت افراد تمام مشترک نہ باشد آں را فصل خوانند زیرا کہ آں حقیقت افراد را تمیز کند از غیر تمیز جوہری خواہ آں جز و مشترک نباشد اصلا چوں ناطق کہ مخصوص است بحقیقت افراد انسان پس ایں حقیقت را از ہمہ ماہیات تمیزمی کند و ایں را فصل قریب می خوانند |

وخواہ مشترک باشد اما تمام مشترک نہ باشد کہ بوے نیز تمیز حقیقت شود از بعضے ماہیات چوں حساس وایں را فصل بعید خوانند بالجملہ فصل ممیّز یست جوہری پس او کلی باشد کہ در جواب ای شئی ہو فی جوہرہ واقع شود۔

**ترجمہ:۔** اور اگر افراد کی حقیقت کا وہ جز تمام مشترک نہ ہو تو اس کو فصل کہتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ افراد کی حقیقت کو غیر سے ذاتی تمیز دیتا ہے خواہ وہ جز بالکل مشترک نہ ہو جیسے ناطق کیونکہ انسان کے افراد کی حقیقت کے ساتھ خاص ہے لہٰذا یہ حقیقت تمام دیگر حقیقتوں سے تمیز دیتا ہے اور اس کو فصل قریب کہتے ہیں خواہ مشترک ہو مگر تمام مشترک نہ ہو کیونکہ اس سے بھی بعض ماہیات سے کچھ ماہیات کی تمیز ہوتی۔ ہے جیسے حساس اس کو فصل بعید کہتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ فصل ذات میں تمیز دینے والی ہے لہٰذا وہ کلی ہے جو ای شئی ہو فی جوہرہ کے جواب میں واقع ہو۔

**تشریح:۔** آپ جان چکے ہیں کہ وہ کلی جو اپنے افراد کی حقیقت کا جز ہو اور وہ تمام مشترک ہو چند حقیقتوں کے درمیان تو وہ جنس ہے۔

اب یہ یاد رکھیئے کہ اگر وہ جز چند حقیقتوں کے درمیان تمام مشترک نہیں ہے تو اس کلی کو فصل کہتے ہیں کیونکہ یہی جز فصل ایک حقیقت کو دوسری حقیقت سے تمیز دیتا ہے فصل کے معنی ہی تمیز دینے اور فرق پیدا کرنے کے ہیں۔

## مشترک نہ ہونے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں

(۱) وہ جز چند حقیقتوں کے درمیان بالکل مشترک نہ ہو جیسے ''ناطق''۔

(۲) وہ جز چند حقیقتوں کے درمیان مشترک ہو مگر تمام مشترک نہ ہو جیسے ''حساس''۔

وہ جز جو چند حقیقتوں میں قطعاً مشترک نہیں ہے وہ ایک حقیقت کو تمام دوسری حقیقتوں سے تمیز دے گا اس لیے اس کو فصل قریب کہتے ہیں جیسے ناطق کہ انسان کو تمام غیر انسان سے تمیز دیتا ہے۔

اور وہ چند حقیقتوں کے درمیان مشترک ہے مگر تمام مشترک نہیں ہے وہ ایک حقیقت کو بعض دوسری حقیقتوں سے تمیز دے گا اس لیے اس کو فصل بعید کہتے ہیں جیسے ''حساس'' کہ

انسان کو جسم نامی اور جسم مطلق وغیرہ سے تمیز دیتا ہے مگر انسان کو حیوان سے تمیز نہیں دیتا ہے۔

**فصل:۔** وہ کلی ہے جو ای شیٔ ہو فی ذاتہ کے جواب میں بولی جائے جیسے: الانسان ای شئی ہو فی ذاتہ؟ جواب ناطق ہوگا۔

**فصل قریب:۔** وہ فصل ہے جو ایک حقیقت کو تمام دوسری حقیقتوں سے تمیز دے جیسے: ناطق۔

**فصل بعید:۔** وہ فصل ہے جو ایک حقیقت کو بعض حقیقتوں سے تمیز دے جیسے: حساس۔

آپ ان کی تعریف یوں بھی کر سکتے ہیں:

**فصل قریب:۔** وہ فصل ہے جو جنس قریب میں تمیز دے جیسے: ناطق۔

**فصل بعید:۔** وہ فصل ہے جو جنس بعید میں تمیز دے جیسے: حساس۔

> بداں کہ نوع را معنی دیگر است کہ آں را نوع اضافی خوانند و او ماہیتی است کہ جنس مقول شود بروے و بر ماہیتی دیگر در جواب ماہو چوں انسان کہ مقول شود بروے و بر فرس حیوان در جواب ماہو ونوع اضافی شاید کہ نوع حقیقی باشد چناں کہ گفتم وشاید کہ نباشد چون حیوان کہ نوع اضافی جسم نامی است وجسم نامی نوع اضافی جسم است وجسم نوع اضافی جوہر است۔

**ترجمہ:۔** جان لو کہ نوع کا ایک دوسرا معنی بھی ہے جس کو نوع اضافی کہتے ہیں اور وہ ماہیت ہے کہ اس پر اور دوسری ماہیت پر ماہو کے جواب میں جنس بولی جائے جیسے انسان کہ اس پر اور فرس پر ماہو کے جواب میں حیوان بولا جاتا ہے اور نوع اضافی ہو سکتا ہے کہ نوع حقیقی ہو جیسا کہ میں نے کہا اور ہو سکتا ہے کہ نہ ہو جیسے حیوان کہ یہ جسم نامی کی نوع اضافی ہے اور جسم نامی جسم کی نوع اضافی ہے اور جسم جوہر کی نوع اضافی ہے۔

**تشریح:۔** ایک نوع وہ تھی جس کا ذکر گزر گیا اس نوع کو نوع حقیقی کہتے ہیں اب ایک دوسری نوع کا ذکر ہے جس کو نوع اضافی کہتے ہیں۔

**نوع اضافی:۔** وہ حقیقت ہے کہ اس کو اور کسی دوسری حقیقت کو ملا کر ماہو سے سوال کریں تو جواب میں جنس بولی جائے جیسے انسان کہ اگر انسان کے ساتھ دوسری حقیقت کو ملایا جائے اور یوں سوال کیا جائے "الانسان والفرس ماھما" تو جواب حیوان ہوگا اور آپ

یہ جانتے ہیں کہ حیوان جنس ہے لہٰذا انسان کو نوع اضافی کہیں گے۔

اس لحاظ سے حیوان جسم نامی اور جسم مطلق بھی نوع اضافی ہیں کیونکہ ان میں سے کسی کے ساتھ بھی دوسری حقیقت کو ملا کر ماھو سے سوال کریں گے تو جواب جنس ہوگا مثلاً حیوان کے ساتھ شجر کو ملائیں اور یوں سوال کریں ''الحیوان والشجر ماھما؟'' جواب جسم نامی ہوگا اور آپ کو معلوم ہے کہ جسم نامی ایک جنس ہے لہٰذا حیوان نوع اضافی ہوا۔

اسی طرح جسم نامی کو جسم مطلق کے ساتھ ملا کر ماھو سے یوں سوال کریں ''الشجر والحجر ماھما؟'' جواب جسم مطلق ہوگا لہٰذا جسم نامی بھی نوع اضافی ہوئی اور یہی حال جسم مطلق کا بھی ہے۔

نوع اضافی ہوسکتا ہے کہ نوع حقیقی ہو جیسے انسان کہ یہ نوع اضافی بھی ہے اور نوع حقیقی بھی اور نوع اضافی ہوسکتا ہے کہ نوع حقیقی نہ ہو جیسے حیوان، جسم نامی اور جسم مطلق کہ یہ سب نوع اضافی تو ہیں لیکن نوع حقیقی نہیں ہیں۔

> واما آں کلی کہ از حقیقت افراد خارج است اگر مخصوص بیک حقیقت باشد آں را خاصہ خوانند و او حقیقت را تمیز کند از غیر تمیز جوہری پس او کلی باشد کہ مقول شود در جواب ''ای شئی ھو فی عرضہ'' چوں ضاحک نسبت بانسان واگر مشترک باشد میان دو حقیقت یا بیشتر آں را عرض عام خوانند چوں ماشی کہ مشترک است میان انسان وحیوانات پس کلیات منحصر شد در پنج، نوع، جنس، فصل وخاصہ وعرض عام.

**ترجمہ:۔** لیکن وہ کلی جو افراد کی حقیقت سے خارج ہے اگر ایک حقیقت کے ساتھ خاص ہے تو اس کو خاصہ کہتے ہیں اور وہ حقیقت کو غیر سے عرضی تمیز دیتا ہے لہٰذا وہ کلی ہے جو ''ای شیء ھو فی عرضہ'' کے جواب میں بولی جائے جیسے ضاحک انسان کی طرف نسبت کرتے ہوئے اور اگر دو حقیقت یا زیادہ حقیقتوں کے درمیان مشترک ہے تو اس کو عرض عام کہتے ہیں جیسے ماشی کہ مشترک ہے انسان اور حیوانات کے درمیان لہٰذا کلیات منحصر ہوگئیں پانچ میں نوع، جنس، فصل، خاصہ، عرض عام۔

**تشریح:**۔ وہ کلی جو اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہوتی ہے اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) وہ کلی خارج صرف ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ خاص ہے۔

(۲) وہ کلی خارج چند حقیقتوں کے افراد کے درمیان مشترک ہے۔

اگر ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ خاص ہے تو اس کو خاصہ کہتے ہیں اور اگر چند حقیقتوں کے افراد کے ساتھ پائی جاتی ہے تو اس کلی کو عرض عام کہتے ہیں۔

خاصہ بھی ایک حقیقت کو دوسری حقیقت سے تمیز دیتا ہے مگر یہ تمیز دینا صرف عرضیات اور اوصاف میں ہے جیسے ضاحک یہ انسان کا خاصہ ہے اور یہ انسان کو غیر انسان سے تمیز بھی دیتا ہے اور یہ تمیز دینا صرف وصف اور عرض میں ہے ذات میں نہیں ہے۔

## اب خاصہ اور عرض عام کی تعریف یاد کیجئے

**خاصہ:**۔ وہ کلی ہے جو "ای شئ هو فی عرضه" کے جواب میں بولی جائے جیسے ضاحک۔

یا یوں کہئے:

**خاصہ:**۔ وہ کلی ہے جو حقیقت سے خارج ہو اور صرف ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ خاص ہو جیسے ضاحک کہ یہ صرف انسان کے افراد کے ساتھ خاص ہے۔

**عرض عام:**۔ وہ کلی ہے جو حقیقت سے خارج ہو اور چند حقیقتوں کے افراد کے ساتھ پائی جائے جیسے ماشی کہ انسان اور دیگر حیوانات کے ساتھ بھی پائی جاتی ہے۔

> معرف بر چہار قسم است. اول حد تام وآں مرکب باشد از جنس قریب وفصل قریب چوں حیوان ناطق در تعریف انسان. دوم حد ناقص وآں مرکب باشد از جنس بعید وفصل قریب چوں جسم نامی ناطق یا جسم ناطق یا جوہر ناطق در تعریف انسان. سوم رسم تام وآنکہ مرکب باشد از جنس قریب وخاصہ چوں حیوان ضاحک در تعریف انسان. چہارم رسم ناقص وآں مرکب باشد از جنس بعید وخاصہ چوں جسم نامی ضاحک یا جسم ضاحک یا جوہر ضاحک در تعریف انسان وشاید کہ رسم ناقص مرکب

باشد از عرض عام وخاصہ چوں موجود ضاحک در تعریف انسان وشاید کہ مرکب باشد از عرضیات فقط کہ مختص باشد جملہ عرضیات بحقیقت واحد چوں ماشی علی قدمیہ، عریض الاظفار، بادی البشرۃ، مستقیم القامۃ، ضحاک بالطبع در تعریف انسان وپیش اہل اصول وعربیت معرف رابجمیع اقسامش حد خوانند۔

**ترجمہ:۔** معرف چار قسموں پر ہے، اول حد تام اور یہ جنس قریب فصل قریب سے مرکب ہوگی جیسے حیوان ناطق انسان کی تعریف میں، دوم حد ناقص اور یہ جنس بعید اور فصل قریب سے مرکب ہوگی جیسے جسم نامی ناطق یا جسم ناطق یا جوہر ناطق انسان کی تعریف میں، سوم رسم تام یہ جنس قریب اور خاصہ سے مرکب ہوگی جیسے حیوان ضاحک انسان کی تعریف میں، چہارم رسم ناقص یہ جنس بعید اور خاصہ سے مرکب ہوگی جیسے جسم نامی ضاحک یا جسم ضاحک یا جوہر ضاحک انسان کی تعریف میں۔ اور ممکن ہے کہ رسم ناقص صرف عرضیات سے مرکب ہے جب کہ تمام عرضیات صرف ایک حقیقت کے ساتھ خاص ہوں جیسے: ''ماشی علی قدمیہ'' (دو پیروں پر چلنے والا) ''عریض الاظفار'' (چوڑے ناخن والا) ''بادی البشرہ'' (کھلے جسم والا) ''مستقیم القامۃ'' (سیدھے قد والا) ''ضحاک بالطبع'' (طبعی طور پر ہنسنے والا) انسان کی تعریف میں اہل اصول وعربیت کے نزدیک معرف کی تمام قسمیں حد کہلاتی ہیں۔

**تشریح:۔** معرف کی تعریف ایک بار پھر یاد کرلیں:

**معرف:۔** وہ تصورات مرتبہ ہیں جو دوسرے تصورات تک پہنچادیں جیسے انسان کا معرف ''حیوان ناطق'' ہے۔

## معرف کی چار قسمیں ہیں

(۱) حد تام (۲) حد ناقص (۳) رسم تام (۴) رسم ناقص۔

**حد تام:۔** وہ معرف ہے جو جنس قریب اور فصل قریب سے مرکب ہو جیسے انسان کا معرف حیوان ناطق اس مثال میں حیوان جنس قریب ہے اور ناطق فصل قریب ہے۔

**حد ناقص:۔** وہ معرف ہے جو جنس بعید سے اور فصل قریب سے مرکب ہو جیسے انسان کا

معرف جسم نامی ناطق یا جسم ناطق یا جوہر ناطق، ان مثالوں میں جسم نامی جسم مطلق اور جوہر یہ سب جنس بعید ہیں اور ناطق فصل قریب ہے۔

**رسم تام:۔** وہ معرف ہے جو جنس قریب اور خاصہ سے مرکب ہو جیسے انسان کا معرف حیوان ضاحک اس مثال میں حیوان انسان کی جنس قریب ہے اور ضاحک انسان کا خاصہ ہے۔

**رسم ناقص:۔** وہ معرف ہے جو جنس بعید اور خاصہ سے مرکب ہو جیسے انسان کا معرف جسم نامی ضاحک یا جسم ضاحک یا جوہر ضاحک ان مثالوں میں جسم نامی جسم مطلق اور جوہر یہ سب انسان کی جنس بعید ہیں اور ضاحک انسان کا خاصہ ہے۔

واضح ہو کہ صرف عرض عام کسی کا معرف نہیں ہو سکتا کیونکہ معرف ایک شیٔ کو دوسری شیٔ سے تمیز دیتا ہے اور صرف عرض عام سے تمیز کا فائدہ نہیں حاصل ہوتا۔

ہاں اگر کئی عرضیات ہوں اور سب کے سب ایک ساتھ ایک حقیقت کے ساتھ پائے جاتے ہوں تو وہ تمام عرضیات معرف ہو سکتے ہیں ایسے معرف کو بھی ناقص کہیں گے جیسے: ”ماشی علی قدمیه، عریض الاظفار، بادی البشرہ، مستقیم القامة اور ضحاک بالطبع“ کا مجموعہ انسان کا معرف (رسم ناقص) ہے کیونکہ یہ سب ایک ساتھ صرف انسان میں پائے جاتے ہیں۔

علم اصول و عربیت کے ماہرین معرف کی تمام قسموں کو حد کہتے ہیں خواہ وہ حد تام ہو یا حد ناقص، رسم تام ہو یا رسم ناقص۔

> در تعریفات استعمال الفاظ مجازیہ و مشترکہ جائز نہ باشد مگر وقتے کہ قرینہ واضحہ بودہ باشد۔

**ترجمہ:۔** الفاظ مجازیہ اور الفاظ مشترکہ کا استعمال تعریفات میں جائز نہیں ہے مگر جس وقت کہ واضح اور کھلا ہوا قرینہ موجود ہو۔

**تشریح:۔** کسی شیٔ کی تعریف میں ایسے الفاظ کا استعمال جائز نہیں ہے جو مشترک ہوں یا جو مجازی معنی رکھتے ہوں۔

ہاں! اگر کوئی ایسا واضح قرینہ یا علامت موجود ہو جس سے یہ متعین ہو جائے کہ یہاں اس

لفظ کا یہی معنی ہے تو ایسی صورت میں الفاظ مشترکہ اور الفاظ مجازیہ کا استعمال جائز ہوگا یعنی ان لفظوں کے ذریعہ کسی شیٔ کی تعریف کر سکتے ہیں۔

بداں کہ دانستن حقائق موجودات چوں انسان و فرس و مانند آں وتمیز کردن میان اجناس وفصول آں حقائق ومیان اعراض عامہ وخواص اینہا در غایت اشکال است و دانستن مفہومات اصطلاحیہ وتمیز کردن میان اجناس واعراض عامہ ومیان فصول وخواص اینہا آسان است چوں مفہوم کلمہ واسم وفعل وحرف ومعرب ومنصرف ومانند آں.

**ترجمہ:۔** جان لیجئے کہ موجودات کے حقائق کا جاننا جیسے انسان اور فرس اور اس کے مثل اور ان حقیقتوں کی فصلوں اور جنسوں کے درمیان اور ان کے خواص واعراض عامہ کے درمیان فرق کرنا نہایت مشکل ہے اور اصطلاحی مفہوم کا جاننا اور ان کی اجناس اور اعراض عامہ کے درمیان اور ان کی فصول اور خواص کے درمیان تمیز کرنا آسان ہے جیسے کلمہ، اسم، فعل، حرف، معرب اور منصرف اور اس کے مثل کا مفہوم۔

**تشریح:۔** کسی شی کا اصطلاحی مفہوم جاننا اور اس کی جنس، فصل، خاصہ اور عرض عام کا جاننا اور پھر ان کے درمیان فرق کر لینا آسان ہے مثلاً انسان کا اصطلاحی مفہوم حیوان ناطق ہے یعنی منطقیوں کی زبان میں انسان، حیوان ناطق کو کہتے ہیں ان کے نزدیک حیوان انسان کی جنس قریب ہے اور ناطق فصل قریب ضاحک ہونا انسان کا خاصہ ہے اور ماشی ہونا اس کا عارضہ یہ سب انسان کے اصطلاحی مفہوم ہیں جس کا جاننا کچھ مشکل نہیں۔

لیکن کسی شیٔ کی حقیقت کا جاننا اور اس کی جنس وفصل، خاصہ اور عرض عام کا جاننا اور پھر ان کے درمیان فرق کر لینا نہایت مشکل امر ہے یعنی کسی شیٔ کے بارے میں کہا کہ یہی اس کی حقیقت ہے یا یہ اس کی جنس قریب ہے یہ فصل قریب ہے یا یہ اس کا خاصہ ہے اور یہ اس کی عرض عام ہے یہ بہت مشکل ہے مثلاً انسان کی حقیقت کیا ہے اس کی جنس قریب کیا ہے؟ یا اس کی فصل قریب کیا ہے؟ ان سب سوالوں کا جواب دینا مشکل ہے۔

منطقیوں نے جو یہ کہا کہ انسان کی حقیقت حیوان ناطق ہے یا انسان کی جنس قریب

حیوان ہے اور فصل قریب ناطق ہے ان کا یہ کہنا کہ صرف اصطلاحی طور پر ہے کیونکہ منطقیوں نے اپنے طور پر یہ تسلیم کرلیا کہ انسان کی حقیقت حیوان ناطق ہے اس کی جنس قریب حیوان اور فصل قریب ناطق ہے یہ سب ان کی مفروضات ہیں حقائق سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

چنانچہ امام اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ منطقیوں نے انسان کی تعریف یوں کی ''ھو حیوان ناطق'' جب کہ انسان کی یہ تعریف ملائکہ پر بھی صادق آتی ہے اور یہ کیا ضروری ہے کہ حیوان جنس قریب اور ناطق فصل قریب ہو ممکن ہے کہ اس سے قریب تر کوئی دوسری جنس ہو۔

اعلیٰ حضرت نے انسان کی منطقی تعریف کا رد کرتے ہوئے فرمایا: انسان کی تعریف حیوان ناطق سے کرنا غلط ہے کیونکہ انسان پر حیوان ناطق کسی طرح صادق نہیں آتا۔

اس لیے منطقیوں نے حیوان کی تعریف جسم نامی، حساس اور متحرک بالارادہ سے کی ہے اور ناطق کا معنی مدرک کلیات وجزئیات اور مستنبط نتائج کے کیے ہیں جو قطعاً عربی زبان کے مساعد وموافق نہیں ان مناطقہ نے آوازوں پر حدود کا مدار رکھا گھوڑا حیوان صاہل، گدھا حیوان ناھق اور انسان حیوان ناطق (کلام کرنے والا) پھر ناطق کے مزید دوسرے معنی گڑھے ''مدرک کلیات وجزئیات'' خیر چلو یوں ہی صحیح اب سوال یہ ہے کہ انسان نام بدن کا ہے یا نفس ناطقہ کا؟ اگر انسان بدن کو کہا جائے تو بدن میں قوت ادراک نہیں ہے۔

اس لیے کہ ادراک نفس ناطقہ کا نام ہے نہ کہ بدن کا اور اگر انسان نفس ناطقہ کو کہا جائے تو نفس ناطقہ حیوان نہیں اس لیے کہ نفس ناطقہ جسم نہیں اور نامی بھی نہیں۔

بلکہ منطقیوں کے یہاں متحرک بھی نہیں اور اگر دونوں کا مجموعہ حیوان ناطق کو انسان کہا جائے تو بقول مناطقہ نتیجہ ادون کے تابع ہوتا ہے لہٰذا حیوان اور لاحیوان کا مجموعہ لاحیوان ہوگا اور ناطق اور لاناطق کا مجموعہ لاناطق ہوگا غرض کہ انسان کی تعریف انسان پر کسی طرح صادق نہیں آتی۔

منطقیوں کی تعریف غلط ثابت کرنے کے بعد خود انسان کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں انسان نام ہے روح متعلق بالبدن کا اور روح کی معرفت بغیر رب کی معرفت کے حاصل نہیں ہوسکتی اس لیے اولیائے کرام فرماتے ہیں: ''من عرف نفسه فقد عرف ربه'' جس نے اپنے

نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا یعنی معرفت نفس اسی وقت ہوگی جب پہلے معرفت رب حاصل ہو جائے جو اپنی حقیقت سے جاہل ہیں وہ دوسروں کی حقیقت کیا بتا سکتے ہیں حیوان ناطق کے علاوہ دیگر حیوانات بھی ناطق ہیں بلکہ ہر شئ ناطق ہے شجر وحجر، دیوار و در سب ناطق ہیں کیونکہ نص ہے "وانطقنا اللہ الذی انطق کل شئ" اعلیٰ حضرت کا کلام تمام ہوا۔

اب میر سید شریف کا یہ دعویٰ اعلیٰ حضرت کی دلیل سے ثابت ہو گیا کہ کسی شئ کی حقیقت کا جاننا بہت دشوار ہے اور اس کا اصطلاحی مفہوم سمجھنا بہت آسان ہے۔

ٹھیک اسی طرح کلمہ، اسم، فعل، حرف، منصرف وغیرہ کا اصطلاحی مفہوم جاننا کوئی دشوار نہیں یعنی نحویوں کے زبان میں کلمہ اسم وغیرہ کی کیا تعریف ہے؟۔ یہ جاننا نہایت آسان ہے۔

> چوں فارغ شدیم از مباحث تصورات شروع کردیم در تصدیقات ہم چنانکہ در تحصیل تصورات نظریہ محتاج بودیم بدو چیز یکے بیان موصل بتصور دیگر کہ آں قول شارح است باقسام خود کہ آں معرفات اربعہ است و دیگر بیان کلیات خمس کہ قول شارح ازاں مرکب شود ہم چناں در تحصیل تصدیقات نظریہ محتاج ایم بدو چیز یکے بیان موصل بتصدیقات دیگر کہ آں حجت است باقسام خود دیگرے بیان قضایا کہ حجت ازاں مرکب شود ناچار است کہ بیان مباحث قضایا مقدم باشد بر مباحث حجت پس می گویم کہ قضیہ قولیست کہ صحیح باشد تصدیق و تکذیب قائل وے۔

**ترجمہ**:۔ جب تصورات کے مباحث سے فارغ ہو گئے تو ہم نے تصدیقات کا بیان شروع کر دیا جس طرح تصورات نظریہ کے حاصل کرنے میں ہم دو چیزوں کے محتاج تھے، ایک ایسے تصورات کے بیان کے جو دوسرے تصورات تک پہنچانے والے ہوں کہ وہ قول شارح اور اس کے اقسام ہیں جو چار معرفات ہیں، دوسرے کلیات خمس کے بیان کے کہ جس سے قول شارح مرکب ہوتا ہے ٹھیک اسی طرح تصدیقات نظریہ کے حصول میں بھی ہم دو چیزوں کے محتاج ہیں ایک ایسی تصدیقات کے بیان کے جو دوسری تصدیقات تک پہنچائیں کہ وہ حجت اور اس کے اقسام ہیں، دوسرے قضایا کے بیان کے کہ حجت جن سے مرکب ہوتی

ہے لہٰذا ضروری ہے کہ قضایا کا بیان حجت کے بیان پر مقدم ہو اس لیے میں کہتا ہوں کہ قضیہ وہ قول ہے کہ جس کے قائل کو سچا اور جھوٹا کہنا صحیح ہو۔

**تشریح**:۔ تصورات کا ذکر ہو گیا اب تصدیقات کا بیان شروع ہوتا ہے چند باتیں مقدمہ کے طور پر یاد رکھیں:

تصورات نظری کو حاصل کرنے کے لیے دو باتوں کی ضرورت ہے ایک معرف دوسرے کلیات خمس کیونکہ معرفات سے تصورات نظری حاصل ہوتے ہیں اور کلیات خمس سے معرفات مرکب ہوتے ہیں کہ تصورات کی بحث میں سب سے پہلے کلیات کا بیان ہوا اس کے بعد معرفات کا ذکر کیا گیا ٹھیک اسی طرح تصدیقات نظری کو حاصل کرنے کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے ایک حجت دوسرے قضایا کیونکہ حجت سے تصدیقات نظری حاصل ہوتے ہیں اور حجت قضایا سے مرکب ہوتی ہے لہٰذا سب سے پہلے قضیہ کی تعریف یاد کیجئے۔

**قضیہ**:۔ وہ قول ہے جس کے قائل کو صدق وکذب سے متصف کر سکیں جیسے ”زید عالم“ زید عالم ہے ”کل انسان ناطق“ ہر انسان ناطق ہے ان کے قائل کو ہم صدق وکذب سے متصف کر سکتے ہیں لہٰذا یہ قول قضیہ ہے۔

| |
|---|
| قضیہ بحسب معنی مرکب باشد از چہار چیز محکوم علیہ محکوم بہ ونسبت حکمیہ وحکم بایجاب وبسلب وفرق میان نسبت حکمیہ وحکم در صورت شک ظاہر می شود کہ در آں جا نسبت حکمیہ است وحکم نیست زیرا کہ شک در وے است وحکم نیست. |

**ترجمہ**:۔ قضیہ معنی کے اعتبار سے چار چیزوں سے مرکب ہوتا ہے محکوم علیہ، محکوم بہ اور نسبت حکمیہ اور ایجاب وسلب کے ساتھ حکم نسبت حکمیہ اور حکم کے درمیان شک کی صورت میں فرق ظاہر ہوتا ہے کیونکہ وہاں نسبت حکمیہ ہے اور حکم نہیں ہے اس لیے کہ اس میں شک ہے اور حکم نہیں ہے۔

**تشریح**:۔ قضیہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) قضیہ ملفوظہ (۲) قضیہ معقولہ۔

**قضیہ ملفوظہ:۔** لفظوں کا وہ مجموعہ جن سے قضیہ مرکب ہے۔
جیسے ”زید عالم“ کے الفاظ۔
**قضیہ معقولہ:۔** قضیہ کا وہ مفہوم جو ذہن میں حاصل ہوا جیسے ”زید عالم“ کا معنی۔
اجزاء کے اعتبار سے قضیہ ملفوظہ کی دو قسمیں ہیں:
(۱) قضیہ ثلاثیہ (۲) قضیہ ثنائیہ۔
**قضیہ ثلاثیہ:۔** وہ قضیہ ہے جس میں رابطہ ذکر کیا گیا ہو جیسے ”زید هو عالم“.
**قضیہ ثنائیہ:۔** وہ قضیہ ہے جس میں رابطہ مذکور نہ ہو جیسے ”زید عالم“.
قضیہ معقولہ کے اجزاء کے سلسلے میں منطقیوں کی دو جماعت ہے ایک متقدمین کی جماعت دوسری متأخرین کی جماعت، متقدمین کے نزدیک قضیہ کے تین جز ہیں جب کہ متأخرین کے نزدیک قضیہ کے چار اجزا ہیں۔
چوں کہ مصنف نے متأخرین کا مذہب اختیار کیا ہے اس لیے اسی کو ذکر کیا جاتا ہے۔

## معنی کے اعتبار سے قضیہ کے چار اجزا ہیں!

(۱) محکوم علیہ (۲) محکوم بہ (۳) نسبت حکمیہ (۴) حکم بایجاب وسلب۔
مثلاً ”زید عالم“ ایک قضیہ ہے اس کے اجزاء مندرجہ ذیل ہیں:
(۱) زید (محکوم علیہ)
(۲) عالم (محکوم بہ)
(۳) زید اور عالم کے درمیان کی نسبت (نسبت حکمیہ)
(۴) نسبت واقع ہے یا واقع نہیں ہے (حکم)

## نسبت حکمیہ اور حکم کے درمیان فرق

نسبت اور حکم کے درمیان فرق اس وقت واضح ہو جاتا ہے جب کسی نسبت کے وقوع اور لاوقوع میں شک ہو کیونکہ وہاں نسبت حکمیہ تو ہوگی مگر حکم نہ ہوگا اس لیے کہ حکم نسبت کے یقین

اوراذعان کو کہتے ہیں۔

وقضیہ بر سہ قسم است، حملیہ وشرطیہ متصلہ وشرطیہ منفصلہ زیرا کہ محکوم علیہ ومحکوم بہ در قضیہ اگر مفرد باشد یا در حکم مفرد باشد آں قضیہ را حملیہ خوانند خواہ موجبہ باشد، چوں زید قائم است خواہ سالبہ چوں زید قائم نیست و اگر محکوم علیہ ومحکوم بہ مفرد یا در حکم مفرد نباشد۔ آں قضیہ را شرطیہ خوانند اگر حکم باتصال است شرطیہ متصلہ خوانند خواہ موجبہ چناں کہ گوئی اگر آفتاب بر آمد باشد روز موجود است خواہ سالبہ چنانکہ گوئی نیست چنیں کہ اگر آفتاب بر آمدہ باشد شب موجود باشد واگر حکم انفصال است آں قضیہ را شرطیہ منفصلہ خوانند خواہ موجبہ چناں کہ گوئی ایں عدد زوج باشد یا فرد خواہ سالبہ چناں کہ گوئی نیست چنیں کہ ایں عدد زوج باشد یا منقسم بمتساویین.

**ترجمہ:**۔قضیہ تین قسموں پر ہے حملیہ، شرطیہ متصلہ اور شرطیہ منفصلہ اس لیے کہ قضیہ میں محکوم علیہ اور محکو بہ اگر مفرد یا مفرد کے حکم میں ہوں تو اس کو قضیہ حملیہ کہتے ہیں خواہ موجبہ ہو جیسے زید قائم است خواہ سالبہ ہو جیسے زید قائم نیست۔

اور اگر محکوم علیہ اور محکوم بہ مفرد یا مفرد کے حکم میں نہ ہوں تو اس قضیہ کو شرطیہ کہتے ہیں اگر حکم اتصال کے ساتھ ہو تو شرطیہ متصلہ کہتے ہیں چاہے موجبہ ہو جیسے تم کہو اگر آفتاب نکلا ہوگا تو دن موجود ہوگا یا سالبہ ہو جیسے تم کہو ایسا نہیں ہے کہ اگر آفتاب نکلا ہوگا تو رات موجود ہوگی اور اگر حکم انفصال کے ساتھ ہے تو اس کو قضیہ شرطیہ منفصلہ کہتے ہیں خواہ موجبہ ہو جیسے تم کہو یہ عدد زوج ہوگا یا فرد خواہ سالبہ ہو جیسے تم کہو ایسا نہیں ہے کہ یہ عدد زوج ہوگا یا دو برابر حصوں میں تقسیم ہوگا۔

**تشریح:**۔قضیہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) قضیہ حملیہ (۲) قضیہ شرطیہ۔

**قضیہ حملیہ:**۔وہ قضیہ ہے جس میں محکوم علیہ اور محکوم بہ دونوں مفرد ہوں یا مفرد کے حکم میں ہوں جیسے زید قائم، یا زید ابوہ قائم، پہلی مثال میں محکوم علیہ اور محکوم بہ دونوں مفرد ہیں

دوسری مثال میں زید ابوہ قائم میں "زید" (محکوم علیہ) مفرد ہے "ابوہ قائم" (محکوم بہ) لفظاً مفرد نہیں ہے مگر مفرد کے حکم میں ہے، مفرد کے حکم میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو مفرد لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

**قضیہ شرطیہ:۔** وہ قضیہ ہے جس میں محکوم علیہ اور محکوم بہ نہ مفرد ہوں اور نہ مفرد کے حکم میں ہوں جیسے موجبہ "اگر آفتاب برآمدہ باشد روز موجود باشد" سالبہ "نیست چنیں کہ اگر آفتاب برآمدہ باشد شب باشد" اس مثال میں "اگر آفتاب برآمدہ باشد" محکوم علیہ ہے اور "روز موجود باشد" محکوم بہ ہے اور یہ دونوں نہ مفرد ہیں نہ مفرد کے حکم میں ہیں۔

## قضیہ شرطیہ کی دو قسمیں ہیں

(۱) قضیہ شرطیہ متصلہ (۲) قضیہ شرطیہ منفصلہ۔

**قضیہ شرطیہ متصلہ:۔** وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں اتصال کا حکم ہو موجبہ کی مثال "اگر آفتاب نکلا ہوگا تو دن موجود ہوگا" سالبہ کی مثال "ایسا نہیں ہے کہ اگر آفتاب نکلا ہوگا تو رات ہوگی"۔

قضیہ شرطیہ منفصلہ:۔ وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں انفصال کا حکم ہو جیسے موجبہ کی مثال "یہ عدد یا تو زوج ہے یا طاق" سالبہ کی مثال "ایسا نہیں ہے کہ یہ عدد یا تو زوج ہے یا دو برابر حصوں میں منقسم ہے"۔

| |
|---|
| اطلاق حملیہ متصلہ بر موجبات ظاہر است و بر سوالب بواسطہ آں کہ مناسب است با موجبات در اطراف. |

**ترجمہ:۔** حملیہ متصلہ کا موجبات پر بولنا تو ظاہر ہے اور سوالب پر اس واسطہ سے کہ اطراف کے لحاظ سے موجبات کے موافق ہے۔

**تشریح:۔** اس عبارت سے ایک اعتراض کا جواب دینا مقصود ہے۔

اعتراض:۔ یہ ہے کہ قضیہ حملیہ میں محکوم بہ کو محکوم علیہ پر محمول کیا جاتا ہے جیسے "زید عالم است" میں عالم کو زید پر محمول کیا گیا ہے اور متصلہ میں محکوم علیہ اور محکوم بہ کے درمیان اتصال کا حکم ہوتا ہے جیسے "اگر آفتاب برآمدہ باشد روز باشد" اس میں طلوع شمس اور وجود نہار کے

درمیان اتصال ہے اور اسی طرح منفصلہ میں محکوم علیہ اور محکوم بہ کے درمیان انفصال کا حکم ہوتا ہے جیسے ''یہ عدد زوج ہے یا فرد'' یہاں زوج اور فرد کے درمیان انفصال کی نسبت ہے۔

ان مثالوں سے واضح ہوا کہ قضیہ حملیہ اور قضیہ متصلہ اور قضیہ منفصلہ اگر موجبہ ہوں گے تو ان میں بالترتیب حمل اتصال اور انفصال ہوگا لہٰذا ان قضایا کو حملیہ متصلہ اور منفصلہ کہنا صحیح ہوگا کیونکہ ان میں لغوی مناسبت پائی جاتی ہے۔ لیکن جس وقت یہ قضایا سالبہ ہوں گے تو ان میں کوئی لغوی مناسبت نہ ہوگی کیونکہ وہاں نہ حمل ہوگا نہ اتصال اور نہ انفصال اس لیے کہ حرف سلب کے ذریعہ حمل اتصال اور انفصال کا سلب (نفی) ہو جائے گا جیسے سالبہ حملیہ ''زید عالم نیست'' سالبہ متصلہ ''نیست چنیں کہ اگر آفتاب برآمدہ باشد شب باشد'' سالبہ منفصلہ ''نیست چنیں کہ ایں عدد زوج باشد یا منقسم بمتساویین'' ان قضیوں میں نہ حمل ہے نہ اتصال اور نہ انفصال لہٰذا ان کو قضیہ حملیہ متصلہ اور منفصلہ نہیں کہنا چاہیے مگر پھر بھی ہم ان کو سالبہ حملیہ، سالبہ متصلہ، سالبہ منفصلہ کہتے ہیں آخر وجہ کیا ہے؟۔

جواب:۔ قضیہ موجبہ حملیہ، موجبہ متصلہ اور موجبہ منفصلہ کا نام تو لغوی مناسبت کی بنیاد پر رکھا گیا ہے کیونکہ ان قضیوں میں وصف حمل وصف اتصال اور وصف انفصال پایا جاتا ہے مگر قضیہ سالبہ حملیہ، سالبہ متصلہ اور سالبہ منفصلہ کا نام لغوی معنی کے لحاظ سے نہیں رکھا گیا ہے بلکہ ان کا نام صرف اصطلاحی معنی کے لحاظ سے رکھا گیا ہے کہ جس طرح اصطلاحی مفہوم قضیہ موجبہ پر صادق آتا ہے اسی طرح قضیہ سالبہ پر بھی صادق آتا ہے۔

قضیہ حملیہ کا اصطلاحی معنی یہ ہے کہ اس قضیہ میں محکوم علیہ اور محکوم بہ مفرد ہوں یا مفرد کے حکم میں ہوں۔

جس طرح حملیہ موجبہ میں محکوم علیہ اور محکوم بہ مفرد یا مفرد کے حکم میں ہوتے ہیں اسی طرح حملیہ سالبہ میں بھی محکوم علیہ اور محکوم بہ مفرد یا مفرد کے حکم میں ہوتے ہیں لہٰذا سالبہ کے اطراف (محکوم علیہ اور بہ) موجبہ کے اطراف کے مناسب ہو گئے اس لیے اس کا بھی نام حملیہ رکھ دیا گیا۔

اسی طرح شرطیہ متصلہ و منفصلہ کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ اس قضیہ میں محکوم علیہ اور محکوم بہ

نہ مفرد ہوں اور نہ مفرد کے حکم میں ہوں۔

لہٰذا جس طرح متصلہ موجبہ اور منفصلہ موجبہ میں محکوم علیہ اور بہ نہ مفرد ہوتا ہے اور نہ مفرد کے حکم میں ہوتا ہے اسی طرح متصلہ سالبہ اور منفصلہ سالبہ میں بھی محکوم علیہ اور محکوم بہ نہ مفرد ہوتا ہے اور نہ مفرد کے حکم میں ہوتا ہے لہٰذا متصلہ سالبہ اور منفصلہ سالبہ کے اطراف (محکوم علیہ اور بہ) متصلہ موجبہ اور منفصلہ موجبہ کے اطراف کے مناسب لہٰذا اسی مناسبت کی وجہ سے اس کا بھی نام متصلہ اور منفصلہ رکھا گیا۔

اس اعتراض کا یہ جوب تھا جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مصنف نے فرمایا کہ حملیہ، متصلہ اور منفصلہ کا اطلاق موجبات پر ظاہر ہے۔اور سوالب پر اس واسطے سے کہ وہ اطراف کے لحاظ سے موجبات کے مناسب ہوتا ہے۔

| |
|---|
| محکوم علیہ را در قضیہ حملیہ موضوع خوانند و محکوم بہ را محمول و آں لفظ کہ دلالت کند بر نسبت حکمیہ و حکم معا آں را رابطہ خوانند چوں ہو در زید ہو قائم و لفظ است در زید قائم است و حرکت کسرہ کہ در زید دبیر بالجملہ ہر چہ دلالت کند بر رابطہ میان موضوع و محمول آں را رابطہ گویند و در قضیہ شرطیہ محکوم علیہ را مقدم و محکوم بہ را تالی خوانند. |

**ترجمہ**:۔قضیہ حملیہ میں محکوم علیہ کو موضوع کہتے ہیں اور محکوم بہ کو محمول اور وہ لفظ جو نسبت حکمیہ اور حکم پر ایک ساتھ دلالت کرتا ہے اس کو رابطہ کہتے ہیں جیسے لفظ ھو "زید ھو قائم" میں اور لفظ 'است' "زید قائم است" میں اور کسرہ کی حرکت زید دبیر میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو کچھ موضوع اور محمول کے درمیان ربط پر دلالت کرتا ہے اس کو رابطہ کہتے ہیں اور قضیہ شرطیہ میں محکوم علیہ کو مقدم اور محکوم بہ کو تالی کہتے ہیں۔

**تشریح**:۔قضیہ میں تبدیلی کے ساتھ ہی محکوم علیہ اور محکوم بہ کے نام میں تبدیلی آجاتی ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

**موضوع**:۔قضیہ حملیہ میں محکوم علیہ کو موضوع کہتے ہیں۔

**محمول**:۔قضیہ حملیہ میں محکوم بہ کو محمول کہتے ہیں۔

**رابطہ:۔** وہ لفظ جو نسبت حکمیہ اور حکم پر ایک ساتھ دلالت کرے۔

تینوں کی مثال:

| بقائم" | لیس | "زید | | قائم" | ھو | " زید |
|---|---|---|---|---|---|---|
| محمول | رابطہ | موضوع | | محمول | رابطہ | موضوع |

**مقدم:۔** قضیہ شرطیہ میں محکوم علیہ کو مقدم کہتے ہیں۔

**تالی:۔** قضیہ شرطیہ میں محکوم بہ کو تالی کہتے ہیں۔

مثال:

| روز باشد" | آفتاب برآمدہ باشد | "اگر |
|---|---|---|
| تالی | مقدم | رابطہ |

رابطہ کبھی لفظوں میں ہوتا ہے جیسے عربی میں ھو، کان وغیرہ فارسی میں 'است' اردو میں 'ہے' کبھی کسرہ کی حرکت رابطہ کا کام کرتی ہے جیسے زید دبیر (زید عقلمند ہے) رابطہ کبھی لفظوں میں نہیں ہوتا مگر ایسا صرف عربی زبان میں ہوتا ہے۔

> موضوع اگر در قضیہ حملیہ جزئی حقیقی باشد آں قضیہ را شخصیہ خوانند چوں زید نویسندہ است و زید نویسندہ نیست و اگر کلی باشد پس اگر بیان کمیت افراد نہ کردہ اند آں قضیہ را مہملہ خوانند چوں انسان نویسندہ است و انسان نویسندہ نیست و اگر بیان کمیت افراد کردہ اند آں را قضیہ محصورہ خوانند و ایں چہار قسم است موجبہ کلیہ سالبہ کلیہ موجبہ جزئیہ سالبہ جزئیہ قضایا شخصیہ در علوم معتبر نیست و قضیہ مہملہ در قوت محصورہ جزئیہ است پس قضایا معتبرہ در علوم حکمیہ محصورات اربعہ اند.

**ترجمہ:۔** قضیہ حملیہ میں اگر موضوع جزئی حقیقی ہو تو اس کو قضیہ شخصیہ کہتے ہیں جیسے زید نویسندہ است زید نویسندہ نیست اور اگر کلی ہو اور افراد کی مقدار نہ بیان کی گئی ہو تو اس قضیہ کو مہملہ کہتے ہیں جیسے انسان نویسندہ است انسان نویسندہ نیست اور اگر افراد کی مقدار بیان کی گئی ہو تو اس کو قضیہ محصورہ کہتے ہیں اور اس کی چار قسمیں ہیں:

(۱) موجبہ کلیہ (۲) سالبہ کلیہ (۳) موجبہ جزئیہ (۴) سالبہ جزئیہ۔

قضایائے شخصیہ علوم میں معتبر نہیں ہیں اور قضیہ مہملہ محصورہ جزئیہ کی قوت میں ہے لہٰذا علوم حکمیہ میں معتبر قضایا محصورات اربعہ ہیں۔

**تشریح:**۔ موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی تین قسمیں ہیں:

(۱) قضیہ شخصیہ (۲) قضیہ مہملہ (۳) قضیہ محصورہ۔

**قضیہ شخصیہ:**۔ وہ قضیہ ہے کہ جس کا موضوع جزئی حقیقی ہو جیسے "زید کاتب، زید لیس بکاتب"۔

**قضیہ مہملہ:**۔ وہ قضیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور موضوع کے افراد کی مقدار نہ بیان کی گئی ہو جیسے "الانسان کاتب، الانسان لیس بکاتب" ان مثالوں میں یہ ذکر نہیں ہے کہ کل انسان کاتب ہیں یا بعض انسان کاتب ہیں۔

**قضیہ محصورہ:**۔ وہ قضیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور موضوع کے افراد کی مقدار بیان کی گئی ہو۔

## قضیہ محصورہ کی چار قسمیں ہیں

**موجبہ کلیہ:**۔ حکم موضوع کے تمام افراد پر ایجاب کے ساتھ ہو جیسے: کل انسان کاتب.

**سالبہ کلیہ:**۔ حکم موضوع کے تمام افراد پر سلب کے ساتھ ہو جیسے: "لاشئ من الانسان بحجر"

**موجبہ جزئیہ:**۔ حکم موضوع کے بعض افراد پر ایجاب کے ساتھ ہو جیسے: "بعض الحیوان انسان"

**سالبہ جزئیہ:**۔ حکم موضوع کے بعض افراد پر سلب کے ساتھ ہو جیسے: "بعض الانسان لیس بانسان"۔

چونکہ منطق میں قانون کلی سے بحث کی جاتی ہے اسی لیے قضیہ شخصیہ کا منطق میں اعتبار نہیں کیا گیا لہٰذا اس سے بحث بھی نہ کی جائے گی۔

قضیہ مہملہ کو قضیہ محصورہ جزئیہ کی قوت میں رکھا گیا ہے یعنی قضیہ مہملہ موجبہ جزئیہ یا سالبہ جزئیہ کے برابر ہے علوم حکمیہ میں قضیہ محصورہ ہی معتبر ہے لہٰذا ساری بحث اسی سے ہوگی۔

| |
|---|
| حرف سلب در قضیہ چوں جز و محمول شود آں قضیہ را معدولہ خوانند، چوں زید نا نویسندہ است و اگر جزء نشود آں را محصلہ خوانند چوں زید نیست نویسندہ۔ |

**ترجمہ**:۔حرف سلب جب قضیہ میں محمول کا جز ہو تو اس کو قضیہ معدولہ کہتے ہیں جیسے زید نانویسندہ است اور اگر جز نہ ہو تو اس کو محصلہ کہتے ہیں جیسے زید نیست نویسندہ۔

**تشریح**:۔حرف سلب کے لحاظ سے قضیہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) قضیہ معدولہ (۲) قضیہ محصلہ۔

**قضیہ معدولہ**:۔وہ قضیہ ہے جس میں حرف سلب محمول کا جز ہو جیسے:

| زید | لاعالم ہے | زید | غیر حاضر ہے |
|---|---|---|---|
| موضوع | محمول | موضوع | محمول |

**قضیہ محصلہ**:۔وہ قضیہ ہے جس میں حرف سلب محمول کا جز نہ ہو جیسے:

| زید | لیس بعالم | زید | حاضر نہیں ہے |
|---|---|---|---|
| موضوع | محمول | موضوع | محمول |

عزیز بچو! آپ کی معلومات کے لیے ہم بتا دیں کہ معدولہ کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) معدولۃ الموضوع (۲) معدولۃ المحمول (۳) معدولۃ الطرفین۔

**معدولۃ الموضوع**:۔وہ قضیہ ہے جس میں حرف سلب موضوع کا جز ہو۔

جیسے:

| اللاحی | جماد |
|---|---|
| موضوع | محمول |

**معدولۃ المحمول**:۔وہ قضیہ معدولہ ہے جس میں حرف سلب محمول کا جزء ہو۔

جیسے:

| الحی | لاجماد |
|---|---|
| موضوع | محمول |

**معدولۃ الطرفین**:۔ وہ قضیہ معدولہ ہے جس میں حرف سلب موضوع اور محمول دونوں کا جز ہو۔

جیسے: **اللاحی** **لاعالم**

موضوع محمول

اتنا جاننے کے بعد آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ مصنف کو معدولہ کی تعریف یوں کرنی چاہئے تھی:

معدولہ وہ قضیہ ہے جس میں حرف سلب موضوع یا محمول یا دونوں کا جز ہو۔

اب معلوم ہوا کہ مصنف نے جو تعریف کی ہے وہ مطلقاً معدولہ کی تعریف نہیں ہے بلکہ وہ صرف معدولۃ المحمول کی تعریف ہے آخر مصنف نے معدولۃ کی تعریف کرنے کے بجائے معدولۃ المحمول کی تعریف کیوں کی؟ اس کا جواب آپ کو منطق کی بڑی کتابوں میں مل جائے گا کبریٰ میں اس موضوع پر بحث کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

نسبت محمول با موضوع خواہ بایجاب خواہ بسلب شاید کہ ضروری باشد یعنی مستحیل الانفکاک باشد آں را قضیہ ضروریہ مطلقہ خوانند چوں ''کل انسان حیوان بالضرورۃ'' ''ولاشئی من الانسان بحجر بالضرورۃ'' وشاید کہ سلب ضرورت از ہر دو طرف باشد آں را ممکنہ خاصہ خوانند چوں ''کل انسان کاتب بالامکان الخاص'' ''ولاشئی من الانسان بکاتب بالامکان الخاص'' موجبہ او سالبہ را معنی یکے است یعنی ثبوت کتابت وسلب کتابت ہیچ کدام انسان را ضروری نیست و یا از یک طرف باشد کہ مخالف حکم اوست آں را ممکنہ عامہ خوانند چوں ''کل انسان کاتب بالامکان العام'' یعنی سلب کتابت از انسان ضروری نیست وچوں ''لاشئی من الانسان بکاتب بالامکان العام'' یعنی ثبوت کتابت انسان را ضروری نیست و شاید بدوام باشد یعنی ہمیشگی بے اعتبار ضرورت آں را دائمہ مطلقہ خوانند چوں کل فلک متحرک دائما وشاید کہ بالفعل باشد یعنی فی الجملہ آں را مطلقہ عامہ خوانند چوں کل انسان متنفس بالفعل.

**ترجمہ**:۔ محمول کی نسبت موضوع کی طرف چاہے وہ ایجابی ہو یا سلبی۔ ممکن ہے کہ وہ

ضروری ہو یعنی اس نسبت کا جدا ہونا محال ہو تو اس کو قضیہ ضروریہ مطلقہ کہتے ہیں۔ جیسے: "کل انسان حیوان بالضروۃ" اور ہوسکتا ہے کہ سلب ضرورت دونوں جانب سے ہو، اس کو ممکنہ خاصہ کہتے ہیں جیسے: "کل انسان کاتب بالامکان الخاص" اور "لاشئی من الانسان بکاتب بالامکان الخاص"۔ موجبہ اور سالبہ کا ایک ہی معنی ہے یعنی ثبوت کتابت اور سلب کتابت کوئی بھی انسان کے لیے ضروری نہیں ہے اور ایک طرف سے ہو جو اس کے حکم کا مخالف ہو اس کو ممکن عامہ کہتے ہیں جیسے: "کل انسان کاتب بالامکان العام" یعنی سلب کتابت انسان سے ضروری نہیں ہے جیسے: "لاشئی من الانسان بکاتب بالامکان العام" یعنی انسان کے لیے ثبوت کتابت ضروری نہیں ہے اور ہوسکتا ہے کہ دوام کے ساتھ ہو یعنی ہمیشگی ضرورت کے اعتبار سے نہ ہو اس کو دائمہ مطلقہ کہتے ہیں جیسے: "کل فلک متحرک دائما" اور ہوسکتا ہے کہ بالفعل ہو یعنی کسی بھی زمانے میں اس کو مطلقہ عامہ کہتے ہیں جیسے: "کل انسان متنفس بالفعل"۔

**تشریح**:۔ آپ کو معلوم ہے کہ قضیہ میں محمول کی نسبت موضوع کی طرف ایجاباً یا سلباً ہوتی ہے۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اس نسبت کی کچھ حالت یا کیفیت ہوتی ہے اس نسبت کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ وہ موضوع سے کسی وقت بھی جدا نہیں ہوتی کبھی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ موضوع سے جدا تو ہوسکتی ہے مگر جدا نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ پائی جاتی ہے کبھی وہ موضوع سے جدا ہو جاتی ہے، نسبت کی انھیں حالتوں کو ہم نسبت کی کیفیت کہتے ہیں۔

**جہت**:۔ جس لفظ سے نسبت کی کیفیت بیان کرتے ہیں اس لفظ کو جہت کہتے ہیں جیسے ضرورۃ، دوام، بالفعل، بالامکان العام اور بالامکان الخاص وغیرہ۔

**قضیہ موجہہ**:۔ جس قضیہ میں جہت مذکور ہو اس کو قضیہ موجہہ کہتے ہیں۔

جیسے: "کل انسان حیوان بالضرورۃ، کل انسان متنفس بالفعل" وغیرہ۔

یہ بھی یاد رہے کہ جہت ہمیشہ قضیہ کے مادہ اور مفہوم کے موافق ہونی چاہیے ورنہ قضیہ کاذب ہو جائے گا۔

مصنف نے چند قضایائے موجہہ کا ذکر کیا ہے اس کو بالترتیب بیان کیا جاتا ہے:

(۱) قضیہ ضروریہ مطلقہ (۲) قضیہ ممکنہ خاصہ (۳) قضیہ ممکنہ عامہ (۴) قضیہ دائمہ مطلقہ (۵) قضیہ مطلقہ عامہ۔

**قضیہ ضروریہ مطلقہ:**۔ وہ قضیہ ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کا سلب موضوع کے لیے ضروری ہو جیسے: "کل انسان حیوان بالضرورۃ" ہر انسان حیوان ہے ضروری اعتبار سے "لاشئ من الانسان بحجر بالضرورۃ" کوئی انسان پتھر نہیں ضروری اعتبار سے۔

**ممکنہ خاصہ:**۔ وہ قضیہ ہے جس میں نسبت کی ضرورت کا سلب دونوں جانب سے ہو یعنی موضوع کے لیے محمول کا ثبوت بھی ضروری نہ ہو اور محمول کا سلب بھی ضروری نہ ہو جیسے "کل انسان کاتب بالامکان الخاص ولاشئ من الانسان بکاتب بالامکان الخاص" پہلے قضیہ کا مطلب ہے "انسان کے لیے کاتب ہونا اور کاتب نہ ہونا ضروری نہیں" اور دوسرے قضیہ کا بھی یہی مطلب ہے یعنی "کسی انسان کا کاتب ہونا اور نہ ہونا ضروری نہیں"۔ قضیہ ممکنہ خاصہ میں موجبہ اور سالبہ کا ایک ہی معنی ہوتا ہے یعنی نہ ایجاب کتابت ضروری ہے اور نہ سلب کتابت ہی ضروری ہے۔

**ممکنہ عامہ:**۔ وہ قضیہ ہے جس میں نسبت کی ضرورت کا سلب صرف جانب مخالف سے ہو یعنی اگر قضیہ موجبہ ہو تو سلب کی ضرورت کا سلب ہوگا اور اگر سالبہ ہوگا تو ثبوت کی ضرورت کا سلب ہوگا جیسے: "کل انسان کاتب بالامکان العام" یہ قضیہ موجبہ ہے لہٰذا اس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کا کاتب نہ ہونا ضروری نہیں "لاشئی من الانسان بکاتب بالامکان العام" یہ قضیہ سالبہ ہے لہٰذا اس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کا کاتب ہونا ضروری نہیں۔

**قضیہ دائمہ مطلقہ:**۔ وہ قضیہ ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کا سلب موضوع کے لیے دائمی ہو جیسے: "کل فلک متحرک بالدوام ولاشئ من الفلک بساکن دائماً"۔

**قضیہ مطلقہ عامہ:**۔ وہ قضیہ ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کا سلب موضوع کے لیے بالفعل ہو (تینوں زمانے میں سے کسی ایک زمانے میں ہو) جیسے: "کل

انسان متنفس بالفعل ولاشئ من الانسان متنفس بالفعل".

**نوٹ:** ۔ضروریہ مطلقہ کی جہت "بالضرورۃ" ہے اور ممکنہ خاصہ کی جہت "بالامکان الخاص"، ممکنہ عامہ کی جہت "بالامکان العام"، دائمہ مطلقہ کی "بالدوام" یا "دائماً"، مطلقہ عامہ کی جہت "بالفعل" ہے۔

واضح ہو کہ جہت قضیہ کے شروع میں یا آخر میں ذکر کرتے ہیں۔

> عکس قضیہ حملیہ آں باشد کہ محمول راموضوع کنند وموضوع رامحمول، بروجہہ کہ ایجاب وسلب وصدق اصلی محفوظ باشد پس موجبہ کلیہ بموجبہ جزئیہ منعکس شود مثلاً ہرگاہ کہ کل انسان حیوان صادق شود بعض الحیوان انسان نیز صادق شود ہم چنیں موجبہ جزئیہ بہ موجبہ جزئیہ منعکس شود بعض الحیوان انسان صادق شود بعض الانسان حیوان نیز صادق شود زیرا کہ موضوع ومحمول باہم متلاقی شدہ اندر ذات موضوع وشاید کہ محمول عام باشد پس در عکس کلیہ صادق نباشد وسالبہ کلیہ کنفسہا منعکس شود چوں ضروریہ باشد مثلاً ہرگاہ کہ لاشئ من الانسان بحجر بالضرورۃ صادق باشد لاشئ من الحجر بانسان بالضرورۃ صادق باشد وسالبہ جزئیہ عکس ندارد زیرا کہ لیس بعض الحیوان بانسان صادق است ودر عکس وے لیس بعض الانسان بحیوان صادق نسیت.

**ترجمہ:** ۔قضیہ حملیہ کا عکس یہ ہے کہ محمول کو موضوع بنادیں اور موضوع کو محمول اس طرح کہ ایجاب وسلب اور صدق اصلی باقی رہے لہٰذا موجبہ کلیہ موجبہ جزئیہ کی طرح منعکس ہوتا ہے مثلاً جس وقت کل انسان حیوان صادق ہوتا ہے تو بعض الحیوان انسان بھی صادق ہوتا ہے اسی طرح موجبہ جزئیہ موجبہ جزئیہ کی طرف منعکس ہوتا ہے، مثلاً بعض الحیوان انسان صادق ہے تو بعض الانسان حیوان بھی صادق ہے کیونکہ موضوع اور محمول ذات موضوع میں جمع ہوگئے ہیں اور ممکن ہے کہ محمول عام ہوجائے تو کلیہ کے عکس میں صادق نہ ہوگا۔

سالبہ کلیہ اپنی ہی طرف منعکس ہوتا ہے جب کہ ضروریہ مطلقہ ہو مثلا جس وقت لاشئ

من الحجر بانسان بالضرورۃ صادق ہوگا تو لاشیٔ من الانسان بحجر بالضرورۃ بھی صادق ہوگا اور سالبہ جزئیہ عکس نہیں رکھتا اس لیے کہ لیس بعض الحیوان بانسان صادق ہے اور اس کے عکس میں لیس بعض الانسان بحیوان صادق نہیں ہے۔

**تشریح**:۔ پیارے بچو! آپ کبھی آئینے کے سامنے کھڑے ہوں تو دیکھیں گے کہ اس میں آپ کی ایک تصویر چھپ گئی ہے اب آئینہ میں اپنی تصویر کا جائزہ لیں تو آپ کو اپنی صورت میں اور آئینہ میں چھپی ہوئی تصویر میں سوائے ایک فرق کے اور کوئی فرق نظر نہیں آئے گا۔ آپ دیکھیں گے کہ آئینہ والی صورت کا وہی ناک ونقشہ اور وہی رنگ ہے جو آپ کی اپنی صورت کا ہے البتہ اتنا فرق ضرور نظر آئے گا کہ آپ کا داہنا حصہ بائیں طرف اور بایاں حصہ داہنی طرف ہوگیا ہے۔

اس تمثیل کے بعد آپ کو بتادوں کہ قضیہ حملیہ کے عکس میں بھی یہی صورت ہوتی ہے قضیہ کا داہنا جز بائیں طرف اور بایاں جز داہنی طرف۔ یا یوں کہئے کہ جزءاول کو جزء ثانی اور جزء ثانی کو جزءاول بنادیتے ہیں۔ اس کو آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ موضوع کو محمول اور محمول کو موضوع بنادیا جاتا ہے اس طور پر کہ ایجاب وسلب اور صدق اصلی باقی رہے یعنی اگر قضیہ موجبہ ہو تو عکس بھی موجبہ ہی رہے گا اگر سالبہ ہو تو عکس بھی سالبہ ہوگا اور اس کا صدق بھی باقی رہے گا۔

قضیہ اور اس کے عکس میں اتنا فرق ہوا کہ جزءاول جزء ثانی ہوگیا اور جزء ثانی جزءاول باقی ساری حالتیں وہی ہیں جو اصل قضیہ کی تھیں اس تمہید کے بعد عکس کی تعریف کی جاتی ہے اور یہ بتایا جاتا ہے کے کس قضیہ کا کیا عکس آئے گا۔

**عکس**:۔ موضوع کو محمول اور محمول کو موضوع اس طرح بنادیا جائے کہ ایجاب وسلب اور صدق اصلی باقی رہے۔ جیسے: "بعض الانسان حیوان" کا عکس "بعض الحیوان انسان" ہے۔

(۱) موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ ہوتا ہے۔

(۲) موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے۔

(۳) سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ آتا ہے۔

(۴) سالبہ جزئیہ کا عکس نہیں آتا ہے۔

اب ہر ایک کی مثال اور اس کی تھوڑی بہت تشریح پیش کی جاتی ہے:

(۱) موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے جیسے:

"کل انسان حیوان" کا عکس "بعض الحیوان انسان" ہے۔

(۲) موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے جیسے:

"بعض الانسان حیوان" کا عکس "بعض الحیوان انسان" ہے۔

واضح ہو کہ موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ کلیہ نہیں آئے گا کیونکہ موضوع اور محمول دونوں ذات موضوع میں (یعنی موضوع کے افراد میں) جمع ہوتے ہیں اس لیے اگر قضیہ کا محمول عام ہو جائے تو اس کا عکس کلیہ کاذب ہو جائے گا اور صدق اصلی باقی نہ رہے گا اس کو مثال سے سمجھئے:

موجبہ کلیہ:۔ کل انسان حیوان، عکس موجبہ جزئیہ بعض الحیوان انسان (صادق)

خاص عام

موجبہ کلیہ:۔ کل انسان حیوان۔ عکس موجبہ کلیہ کل حیوان انسان (کاذب)

خاص عام

موجبہ جزئیہ:۔ بعض الانسان حیوان عکس موجبہ جزئیہ بعض الحیوان انسان (صادق)

خاص عام

موجبہ جزئیہ:۔ بعض الانسان حیوان عکس موجبہ کلیہ کل حیوان انسان (کاذب)

خاص عام

(۳) سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ ہے بشرطیکہ ضروریہ ہو جیسے: لاشئ من الانسان بحجر بالضرورۃ کا عکس لاشئ من الحجر بانسان بالضرورۃ ہے۔

(۴) سالبہ جزئیہ کا عکس نہیں آتا کیونکہ وہ صادق نہیں ہوتا ہے جیسے: بعض الحیوان لیس بانسان کا عکس بعض الانسان لیس بحیوان کاذب ہے۔

> نقیض قضیہ قضیہ دگر باشد کہ باوے در سلب وایجاب و در کلیت و جزئیت جہت مخالف باشد بحیثیتے کہ صدق ہر یک لذاتہ مستلزم کذب دیگرے باشد و کذب ہر یک لذاتہ مستلزم صدق دیگرے باشد پس نقیض

| |
|---|
| موجبہ کلیہ سالبہ جزئیہ باشد ونقیض سالبہ جزئیہ موجبہ کلیہ باشد. |

**ترجمہ**:۔قضیہ کی نقیض وہ دوسرا قضیہ ہے جو اس سے سلب اور ایجاب میں کلیت اور جزئیت اور جہت میں اس طرح مختلف ہو کہ ہر ایک کا صدق بذات خود دوسرے کے کذب کو چاہے اور ہر ایک کا کذب بالذات دوسرے کے صدق کو چاہے لہٰذا موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ ہوگی اور سالبہ جزئیہ کی نقیض موجبہ کلیہ ہوگی۔

**تشریح**:۔نقیض کی یہ تعریف تمام قضایا کو شامل ہے چاہے وہ قضیہ شخصیہ ہو یا محصورہ ہو یا موجہہ ہو۔

**نقیض قضیہ**:۔قضیہ کی نقیض وہ دوسرا قضیہ ہے جو ایجاب وسلب اور کلیت وجزئیت اور جہت میں اصل قضیہ سے اس طرح مختلف ہو کہ ہر ایک کا صدق دوسرے کے کذب کو اور ہر ایک کا کذب دوسرے کے صدق کو چاہے جیسے بعض الحیوان انسان کی نقیض لاشئی من الانسان بحیوان ہے جیسے زید عالم کی نقیض زید لیس بعالم ہے۔

موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ:۔جیسے:

| | | | |
|---|---|---|---|
| قضیہ: | کل انسان حیوان<br>موجبہ کلیہ | نقیض | لاشئ من الانسان بحیوان<br>سالبہ جزئیہ |

موجبہ جزئیہ کی نقیض سالبہ کلیہ:۔جیسے:

| | | | |
|---|---|---|---|
| قضیہ: | بعض الحیوان انسان<br>موجبہ جزئیہ | نقیض | لاشئ من الحیوان بانسان<br>سالبہ کلیہ |

سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ:۔جیسے:

| | | | |
|---|---|---|---|
| قضیہ: | لاشئ من الانسان بحیوان<br>سالبہ کلیہ | نقیض: | بعض الانسان حیوان<br>موجبہ جزئیہ |

سالبہ جزئیہ کی نقیض موجبہ کلیہ:۔جیسے:

| | | | |
|---|---|---|---|
| قضیہ: | بعض الانسان لیس بحیوان<br>سالبہ جزئیہ | نقیض: | کل انسان حیوان<br>موجبہ کلیہ |

قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ باشد اگر اتصال یا سلب اتصال ضروری باشد چنانچہ کہ گذشت واتفاقیہ باشد اگر اتصال وسلب وے ضروی نباشد چناں کہ اگر انسان ناطق است حمار ناہق است قضیہ منفصلہ یا حقیقیہ باشد اگر انفصال در وجود وعدم باشد چوں ایں عدد یا زوج باشد یا فرد یعنی ہر دو مجتمع نشود و مرتفع نشوند یا مانعۃ الجمع باشد اگر انفصال در وجود باشد چناں کہ گوئی ایں چیز یا شجر باشد یا حجر یعنی ہر دو مجتمع نشوند لیکن ارتفاع شاید یا مانعۃ الخلو باشد اگر انفصال در عدم باشد چناں کہ گوئی زید یا در دریا است یا غرق نہ شود یعنی ہر دو مرتفع نشوند لیکن اجتماع شاید۔

**ترجمہ:** ۔قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ ہوگا اگر اتصال یا سلب اتصال ضروری ہو جیسا کہ گذرا اور اتفاقیہ ہوگا اگر اتصال یا اس کا سلب ضروری نہ ہو جیسے اگر انسان ناطق ہے تو حمار ناہق ہے اور قضیہ منفصلہ یا حقیقیہ ہوگا اگر انفصال وجود اور عدم میں ہو جیسے یہ عدد یا تو زوج ہے یا فرد یعنی دونوں نہ تو جمع ہوں گے اور نہ دونوں ختم ہوں گے یا مانعۃ الجمع ہوگا اگر انفصال وجود میں ہو جیسے تم کہو یہ چیز یا تو شجر ہے یا حجر یعنی دونوں اکٹھا نہ ہوں گے مگر دونوں مرتفع ہوسکتے ہیں یا مانعۃ الخلو ہوگا اگر انفصال عدم میں ہو جیسے تم کہو زید یا تو دریا میں ہے یا نہیں ڈوبا یعنی دونوں مرتفع نہ ہوں گے لیکن دونوں مجتمع ہوسکتے ہیں۔

**تشریح:** ۔قضیہ حملیہ کے بیان کے بعد قضیہ شرطیہ کا بیان شروع ہوتا ہے تم نے تصدیقات کے بیان کے شروع میں ہی جان لیا تھا کہ قضیہ شرطیہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں:

(۱) متصلہ (۲) منفصلہ۔

## قضیہ شرطیہ متصلہ کی دو قسمیں ہیں

(۱) متصلہ لزومیہ (۲) متصلہ اتفاقیہ۔

**متصلہ لزومیہ:** ۔وہ قضیہ ہے جس میں اتصال یا سلب اتصال ضروری ہو جیسے ''اگر آفتاب نکلا ہوگا تو دن ہوگا ایسا نہیں ہے کہ اگر آفتاب نکلا ہوگا تو رات ہوگی''۔

**متصلہ اتفاقیہ:** ۔وہ قضیہ ہے جس میں اتصال یا سلب اتصال ضروری نہ ہو جیسے ''اگر انسان ناطق ہے تو حمار ناہق ہے ایسا نہیں کہ اگر انسان ناطق ہے تو حمار ناہق نہیں ہے''۔

## قضیہ شرطیہ منفصلہ کی تین قسمیں ہیں

**(۱)منفصله حقیقيه(۲)منفصله مانعة الجمع (۳)منفصله مانعة الخلو.**

**منفصله حقيقيه:** ۔وہ قضیہ ہے جس میں انفصال عدم اور وجود دونوں میں ہو جیسے ''یہ عدد یا تو زوج ہے یا فرد''۔

عدم میں انفصال کا مطلب یہ ہے کہ دونوں یعنی زوج اور طاق ایک ساتھ معدوم نہیں ہو سکتے کیونکہ جب کوئی گنتی ہوگی تو وہ ضرور طاق ہوگی یا جوڑا ہوگی ایسا نہیں ہوگا کہ وہ طاق بھی نہ ہو اور جوڑا بھی نہ ہو۔

وجود میں انفصال کا مطلب یہ ہے کہ دونوں ایک ساتھ اکٹھا نہیں ہو سکتے یعنی ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی عدد طاق بھی ہو جوڑا بھی ہو اسی کو مصنف نے فرمایا کہ نہ دونوں کا اجتماع ہوسکتا ہے اور نہ دونوں کا ارتفاع ہوسکتا ہے۔

**منفصله مانعة الجمع:** ۔وہ قضیہ ہے جس میں انفصال صرف وجود میں ہو جیسے ''یہ شئ یا تو شجر ہے یا حجر'' یعنی ایک شئ شجر بھی ہو اور حجر بھی ایسا نہیں ہوسکتا ہے مگر ایسا ہوسکتا ہے کہ وہ شئ نہ شجر ہو اور نہ حجر بلکہ کچھ اور ہی ہو جیسے انسان ہو۔اسی کو مصنف نے کہا دونوں کا اجتماع نہیں ہوسکتا مگر ارتفاع ہوسکتا ہے۔

**منفصله مانعة الخلو:** ۔وہ قضیہ منفصلہ ہے جس میں انفصال صرف عدم میں ہو جیسے ''زید یا تو دریا میں ہے یا نہیں ڈوبا'' یعنی زید کا دریا میں ہونا اور نہ ڈوبنا جمع ہو سکتے ہیں لیکن دونوں معدوم نہیں ہو سکتے۔یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ زید دریا میں نہ ہو اور ڈوب جائے،اسی کو مصنف نے یوں کہا کہ دونوں جمع تو ہو سکتے ہیں لیکن مرتفع نہیں ہو سکتے ہیں۔

واضح ہو کہ منفصلہ حقیقیہ،منفصلہ مانعۃ الجمع اور منفصلہ مانعۃ الخلو کی جو تعریف کی گئی ہے اور جو مثالیں دی گئی ہیں وہ صرف موجبہ حقیقیہ،موجبہ مانعۃ الجمع اور موجبہ مانعۃ الخلو کی ہیں

سالبہ کی نہیں۔ اگر آپ چاہیں کہ ایسی تعریف کی جائے جو موجبہ اور سالبہ دونوں کو شامل ہوں تو یوں تعریف کیجئے:

**منفصلہ حقیقیہ:**۔ وہ قضیہ منفصلہ ہے جس میں انفصال یا سلب انفصال عدم اور وجود دونوں میں ہو۔

**منفصلہ مانعۃ الجمع:**۔ وہ قضیہ منفصلہ ہے جس میں انفصال یا سلب انفصال صرف وجود میں ہو۔

**منفصلہ مانعۃ الخلو:**۔ وہ قضیہ منفصلہ ہے جس میں انفصال یا سلب انفصال صرف عدم میں ہو۔

| |
|---|
| تناقض وعکس در شرطیات بر قیاس حملیات معلوم شود۔ |

**ترجمہ:**۔ شرطیات میں تناقض اور عکس حملیات کے قیاس پر معلوم ہو جاتا ہے۔

**تشریح:**۔ تناقض اور عکس کی جو بحثیں گزریں وہ صرف قضیہ حملیہ کی تھیں اگر آپ قضیہ شرطیہ کی نقیض یا عکس کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں تو اسے حملیہ کے قاعدے کے تحت معلوم کر سکتے ہیں۔

مثلاً جس طرح حملیہ کی نقیض میں ایجاب وسلب اور کلیت وجزئیت میں اختلاف ضروری ہے اسی طرح شرطیہ میں بھی ہوگا۔

اس لحاظ سے موجبہ کلیہ متصلہ لزومیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ متصلہ لزومیہ ہوگی اور سالبہ جزئیہ لزومیہ کی نقیض موجبہ کلیہ متصلہ لزومیہ ہوگی اسی طرح متصلہ اتفاقیہ میں بھی ہوگا۔

شرطیات کے عکس کا بھی وہی حال ہے جو قضیہ حملیہ کے عکس کا ہے اس لحاظ سے شرطیہ متصلہ موجبہ چاہے وہ کلیہ ہو یا جزئیہ اس کا عکس شرطیہ متصلہ موجبہ جزئیہ ہوگا اور متصلہ سالبہ کلیہ کا عکس متصلہ سالبہ کلیہ ہوگا اور سالبہ جزئیہ کا عکس نہیں آئے گا اور شرطیہ منفصلہ کا عکس آتا ہی نہیں ہے۔

| |
|---|
| حجت بر سہ قسم است یکے قیاس کہ آں استدلال است بحال کلی بر حال جزئی چناں کہ گوئی کل انسان حیوان وکل حیوان جسم پس استدلال کردی بحال حیوان کہ کلی است بر حال جزئی وے کہ انسان است دوم |

استقراء کہ آں استدلال است بحال جزئیات بر حال کلی چناں کہ گوئی ہر ایک از انسان وطیور و بہائم فک اسفل رامی جنبانند در حال مضغ پس جمیع حیوان چنیں باشند پس استدلال کردی بحال جزئیات حیوان کہ انسان و بہائم وطیوراند بر حال حیوان کلی چناں کہ کلی ایشاں است سوم تمثیل کہ آں استدلال است بحال جزئی بر حال جزئی دیگر چناں کہ گوئی نبیذ حرام است بنابر آنکہ خمر حرام است زیرا کہ ہر دو جزئی مسکراند.

**ترجمہ**:۔ حجت تین قسم پر ہے ایک قیاس وہ دلیل لانا ہے کلی کے حال سے جزئی کے حال پر جیسے تم کہو کہ ہر انسان حیوان ہے اور ہر حیوان جسم ہے لہٰذا ہر انسان جسم ہے تو تم نے حیوان کے حال سے جو کہ کلی ہے استدلال کیا انسان کے حال پر جو کہ جزئی ہے۔ دوم استقراء وہ استدلال کرنا ہے جزئیات کے حال سے کلی کے حال پر جیسے تم کہو کہ ہر انسان پرند اور چوپائے چباتے وقت اپنا نچلا جبڑا ہلاتے ہیں لہٰذا تمام حیوان ایسے ہی ہوں گے تو تم نے دلیل پیش کی حیوان کی جزئیات (انسان بہائم اور طیور) کے حال سے حیوان کے حال پر جو کہ ان سب کی کلی ہے۔ سوئم تمثیل وہ دلیل لانا ہے ایک جزئی کے حال سے دوسری جزئی کے حال پر جیسے تم کہو کہ نبیذ حرام ہے اس لیے کہ شراب حرام ہے کیونکہ یہ دونوں نشہ آور کی جزئی ہیں۔

**تشریح**:۔ حجت کی تعریف آپ پہلے ہی پڑھ چکے ہیں یادداشت تازہ کرنے کے لیے ایک بار اور ذکر کی جاتی ہے۔

**حجت**:۔ وہ معلومات تصدیقیہ جو دوسری تصدیق تک پہنچا دیں۔ جیسے:

| العالم متغیر | وکل متغر حادث | فالعالم حادث |
|---|---|---|
| تصدیق | تصدیق | نتیجہ |

حجت کی تین قسمیں ہیں:

(۱) قیاس (۲) استقراء (۳) تمثیل.

**قیاس**:۔ وہ حجت ہے جس میں کلی کے حال سے جزئی کے حال پر حکم لگایا جائے جیسے: "کل انسان حیوان وکل حیوان جسم" نتیجہ "کل انسان جسم" یہاں حیوان ایک کلی

ہے اور انسان اس کا جزئی اور حیوان کے حال سے انسان پر جسم ہونے کا حکم لگایا گیا ہے۔

**استقراء:۔** وہ حجت ہے جس میں جزئیات کے حال سے کلی کے حال پر حکم لگایا جائے جیسے تمام انسان چرند و پرند چبانے کے وقت اپنا نچلا جبڑا ہلاتے ہیں لہٰذا تمام حیوان چباتے وقت اپنا نچلا جبڑا ہلاتے ہیں اس مثال میں حیوان کی جزئیات انسان چرند، پرند سے کلی یعنی تمام حیوان پر نچلا جبڑا ہلانے کا حکم لگایا گیا ہے۔

**تمثیل:۔** وہ حجت ہے جس میں ایک جزئی کے حال سے دوسری جزئی کے حال پر حکم لگایا جائے جیسے نبیذ حرام ہے اس لیے کہ شراب حرام ہے کیونکہ دونوں نشہ آور کی جزئی ہیں اس مثال میں مسکر کی ایک جزئی نبیذ پر مسکر کی دوسری جزئی شراب سے حرمت کا حکم لگایا گیا ہے۔

**نبیذ:۔** کھجور یا دیگر پھلوں کو پانی میں بھگو کر جو عرق نکالا جاتا ہے اس کو نبیذ کہتے ہیں ہمارے یہاں اس کو بوجھنی کہتے ہیں اس میں نشہ ہوتا ہے۔

| |
|---|
| استقراء و تمثیل مفید ظن باشد و قیاس مفید یقین باشد پس عمدہ در باب تحصیل تصدیقات قیاس است وآں عبارت است از قول مؤلف از قضایا کہ لازم آید از وے لذاتہ قول دیگر چناں کہ گوئی عالم متغیر است و ہر چہ متغیر است حادث است پس لازم آمد کہ عالم حادث باش و قیاس بر دو قسم است یکے اقترانی کہ در وے نتیجہ یا نقیض نتیجہ بالفعل مذکور نباشد چنانکہ معلوم شد دوم استثنائی کہ در وے نتیجہ یا نقیض بالفعل مذکور باشد چنانکہ گوئی اگر ایں آدمی باشد حیوان باشد لاکن آدمی است پس حیوان باشد لیکن حیوان نیست پس آدمی نیست. |

**ترجمہ:۔** استقراء اور تمثیل ظن کا فائدہ دیں گے اور قیاس مفید یقین ہوگا لہٰذا عمدہ تصدیقات کے حصول کے باب میں قیاس ہے اور وہ نام ہے اس قول کا جو مرکب ہوا یسے قضایا سے کہ اس سے بالذات دوسرا قول لازم آئے جیسے تم کہو عالم متغیر ہے اور جو متغیر ہے وہ حادث ہے لہٰذا لازم آیا کہ عالم حادث ہے اور قیاس دو قسم پر ہے ایک قیاس اقترانی کہ اس میں نتیجہ یا

نقیض نتیجہ بالفعل مذکور نہ ہو جیسا کہ ذکر ہوا دوم استثنائی کہ اس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ بالفعل مذکور ہو جیسے تم کہو اگر یہ آدمی ہوگا تو حیوان ہوگا لیکن آدمی ہے پس حیوان ہوگا لیکن حیوان نہیں ہے تو آدمی نہیں ہے۔

**تشریح**:۔ استقراء اور تمثیل سے صرف ظن کا فائدہ ہوتا ہے کیونکہ استقراء میں جزئیات سے کلی پر حکم لگایا جاتا ہے اور کسی کلی کے تمام جزئیات سے باخبر ہونا مشکل ہے مثلاً استقراء کی مثال یہ دی گئی ہے کہ ''انسان، طیور اور بہائم چباتے وقت اپنا نچلا جبڑا ہلاتے ہیں اس لیے تمام حیوانات ایسے ہی ہیں'' تمام حیوان پر مذکورہ حکم اس کی جزئیات کے تلاش کرنے کے بعد لگایا گیا ہے حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ گھڑیال ایک ایسا حیوان ہے جو چباتے وقت اپنا اوپر کا جبڑا ہلاتا ہے اس سے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ استقراء میں جو حکم لگے گا وہ صرف ظن کا فائدہ دے گا یقین کا نہیں۔

اور تمثیل سے یقین کا فائدہ اس لیے نہیں ہوتا کہ اس میں ایک جزئی سے دوسری جزئی پر حکم لگایا جاتا ہے بشرطیکہ پہلی جزئی میں حکم کی جو علت ہے وہی علت دوسری جزئی میں بھی موجود ہو مثلاً شراب کی حرمت کی علت اس کا نشہ ہے تو اگر نشہ نبیذ میں بھی ہو تو وہ بھی حرام ہوگی چونکہ علت کو سمجھنے میں کوئی بھی غلطی کر سکتا ہے اس لیے تمثیل یقین کا فائدہ نہیں دے گا یہ بھی واضح ہو گیا کہ فقہا تمثیل کو ہی قیاس کہتے ہیں۔

جب یہ معلوم ہو گیا کہ قیاس یقین کا فائدہ دیتا ہے تو اب یہی قیاس تصدیق کے حصول کا سب سے بہتر ذریعہ قرار پایا لہٰذا اسی سے بحث کی جائے گی۔

قیاس:۔ وہ قول ہے جو مرکب ہو ایسے قضایا سے کہ اس سے بالذات دوسرا قول لازم آئے مثلاً ''کل انسان حیوان و کل حیوان جسم'' دوسرا قول ''کل انسان جسم''.

## قیاس کی دو قسمیں ہیں

(۱) قیاس اقترانی (۲) قیاس استثنائی۔

**قیاس اقترانی**:۔ وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ بالفعل مذکور نہ ہو جیسے ''العالم متغیر و کل متغیر حادث'' نتیجہ ''العالم حادث'' اس قیاس میں نتیجہ (العالم حادث)

یا نقیض نتیجہ (العالم لیس بحادث) مذکور نہیں ہے لہٰذا یہ قیاس اقترانی ہے۔

**قیاس استثنائی:**۔ وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ بالفعل مذکور ہو جیسے ''اگر یہ آدمی ہوگا تو حیوان ہوگا لیکن آدمی ہے نتیجہ تو حیوان ہے لیکن حیوان نہیں ہے، نتیجہ تو آدمی نہیں ہے'' اس قیاس میں ایک نتیجہ ''حیوان ہوگا'' قیاس میں مذکور ہے اور دوسرا نتیجہ ''آدمی نہیں ہے'' کی نقیض آدمی ہے، دوسرے قیاس میں مذکور ہے گویا ان قیاسوں میں سے ایک میں نتیجہ اور دوسرے میں نقیض نتیجہ مذکور ہے لہٰذا ان کو قیاس استثنائی کہیں گے۔

قیاس اقترانی یا حملی باشد، یعنی مرکب از حملیات یا غیر حملی وقسم اول اظہر است پس بروے اقتصار کنیم وآں بر چہار نوع است زیرا کہ نسبت میان موضوع ومحمول چوں مجہول باشد احتیاج افتد بتوسطے کے اورا باہر دوطرف نسبت باشد تا بواسطہ وے نسبت میان موضوع مطلوب ومحمول آں معلوم شود آں را حد اوسط خوانند چناں کہ موضوع مطلوب را اصغر خوانند ومحمول وے را اکبر حد اوسط اگر محمول شود اصغر را وموضوع شود اکبر را شکل اول خوانند واگر عکس ایں باشد آں را شکل رابع خوانند واگر محمول شود ہر دو را آں را شکل ثانی خوانند واگر موضوع باشد ہر دو را آں را شکل ثالث خوانند۔

**ترجمہ:**۔ قیاس اقترانی حملی ہوگا یعنی حملیات سے مرکب ہوگا یا غیر حملی قسم اول زیادہ ظاہر ہے اس لیے اسی پر اختصار کرتے ہیں اور وہ چار قسموں پر ہے اس لیے کہ موضوع اور محمول کے درمیان کی نسبت جب معلوم نہ ہو تو ایک ایسے واسطے کی ضرورت پڑتی ہے جس کا دونوں جانب سے تعلق ہو تا کہ اس کے ذریعہ مطلوب کے موضوع اور اس محمول کے درمیان کی نسبت معلوم ہو جائے اس کو حد اوسط کہتے ہیں جیسا کہ مطلوب کے موضوع کو اصغر کہتے ہیں اور مطلوب کے محمول کو اکبر اور حد اوسط اگر اصغر کا محمول ہو اور اکبر کا موضوع ہو تو اس کو شکل اول کہتے ہیں اور اگر اس کا عکس (الٹا) ہو تو اس کو شکل رابع کہتے ہیں۔ اور اگر دونوں کا محمول ہو تو اس کو شکل ثانی کہتے ہیں اور اگر دونوں کا موضوع ہو تو اس کو شکل ثالث کہتے ہیں۔

**تشریح**:۔قیاس اقترانی کی دوقسمیں ہیں:

(۱)اقترانی حملی (۲)اقترانی غیر حملی۔

**قیاس اقترانی حملی**:۔وہ قیاس ہے جوصرف حملیات سے مرکب ہو۔

**قیاس اقترانی غیر حملی**:۔وہ قیاس ہے جوشرطیات سے یاشرطیہ اورحملیہ سے مرکب ہو۔

چونکہ قیاس اقترانی حملی زیادہ آسان اور واضح ہے نیز اس کے اجزاء بھی کم ہوتے ہیں اس لیے یہاں صرف اسی کا ذکر کیا جاتا ہے۔

قیاس اقترانی حملی کی چارصورتیں ہیں جن کو منطقی اشکال اربعہ کے نام سے یاد کرتے ہیں ان چار شکلوں کا ذکر کرنے سے پہلے چند اصطلاحیں بطور مقدمہ ذکر کی جاتی ہیں تاکہ شکلوں کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

**مقدمہ**:۔جن قضیوں سے قیاس مرکب ہوتا ہے اس کومقدمہ کہتے ہیں۔

**نتیجہ**:۔قیاس سے جودوسراقول لازم آتا ہے اس کونتیجہ کہتے ہیں مثلاً

| | | |
|---|---|---|
| **العالم متغیر** | **وکل متغیر حادث** | **العالم حادث** |
| مقدمہ | مقدمہ | نتیجہ یامطلوب |

قیاس

**اصغر**:۔مطلوب کے موضوع کواصغر کہتے ہیں۔

**اکبر**:۔مطلوب کے محمول کواکبر کہتے ہیں جیسے:

| | |
|---|---|
| **العالم** | **حادث** |
| اصغر | اکبر |

**صغریٰ**:۔جس مقدمے میں اصغر ہواس کوصغریٰ کہتے ہیں۔

**کبریٰ**:۔جس مقدمے میں اکبر ہواس کوکبریٰ کہتے ہیں۔

**حداوسط**:۔جس کا تعلق مطلوب کے موضوع اور مطلوب کے محمول دونوں سے ہو قیاس میں جولفظ دوبار ذکر ہواس کوحداوسط کہتے ہیں مثلاً

| | |
|---|---|
| **العالم متغیر** | **وکل متغیر حادث** |
| اصغر اوسط | اوسط اکبر |
| صغریٰ | کبریٰ |

ضرب :۔ صغریٰ اور کبریٰ کے ملنے کو ضرب کہتے ہیں۔
ضربیں کل سولہ ہوتی ہیں اور چونکہ قضیہ حملیہ محصورہ چار ہیں:
(۱) موجبہ کلیہ (۲) موجبہ جزئیہ (۳) سالبہ کلیہ (۴) سالبہ جزئیہ۔
اس اعتبار سے صغریٰ کی چار قسمیں ہوئیں اور کبریٰ کی بھی چار قسمیں اس طرح صغریٰ اور کبریٰ کو ان چار قسموں کے ساتھ ضرب دیں گے تو کل سولہ ضربیں ہوں گی۔

## ضربوں کا خاکہ

| نمبر شمار | صغریٰ | کبریٰ |
|---|---|---|
| ۱ | موجبہ کلیہ | موجبہ کلیہ |
| ۲ | موجبہ کلیہ | موجبہ جزئیہ |
| ۳ | موجبہ کلیہ | سالبہ کلیہ |
| ۴ | موجبہ کلیہ | سالبہ جزئیہ |
| ۵ | موجبہ جزئیہ | موجبہ کلیہ |
| ۶ | موجبہ جزئیہ | موجبہ جزئیہ |
| ۷ | موجبہ جزئیہ | سالبہ کلیہ |
| ۸ | موجبہ جزئیہ | سالبہ جزئیہ |
| ۹ | سالبہ کلیہ | موجبہ کلیہ |
| ۱۰ | سالبہ کلیہ | موجبہ جزئیہ |
| ۱۱ | سالبہ کلیہ | سالبہ کلیہ |
| ۱۲ | سالبہ کلیہ | سالبہ جزئیہ |

| | | |
|---|---|---|
| ۱۳ | سالبہ جزئیہ | موجبہ کلیہ |
| ۱۴ | سالبہ جزئیہ | موجبہ جزئیہ |
| ۱۵ | سالبہ جزئیہ | سالبہ کلیہ |
| ۱۶ | سالبہ جزئیہ | سالبہ جزئیہ |

# اشکال اربعہ کی تعریف وتمثیل

**شکل:۔** حداوسط کو اصغر اور اکبر سے پہلے یا بعد میں رکھنے سے جو صورت بنتی ہے اس کو شکل کہتے ہیں اس طرح کل چار شکلیں ہیں:

**شکل اول:۔** وہ ہے جس میں حداوسط صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہو۔ جیسے:

''کل انسان حیوان و کل حیوان جسم، کل انسان جسم''

حداوسط حداوسط

کبریٰ صغریٰ

**شکل ثانی:۔** وہ ہے جس میں حداوسط صغریٰ اور کبریٰ دونوں میں محمول ہو۔ جیسے:

''کل انسان ناطق ولا شئ من الحجر بناطق لاشئ من الانسان بحجر''

حدواسط حداوسط

**شکل ثالث:۔** وہ ہے جس میں حداوسط صغریٰ اور کبریٰ دونوں میں موضوع ہو۔ جیسے:

''کل انسان حیوان و کل انسان ضاحک بعض الحیوان ضاحک''

حداوسط حداوسط

**شکل رابع:۔** وہ ہے جس میں حداوسط صغریٰ میں موضوع اور کبریٰ میں محمول ہو۔ جیسے:

''کل انسان حیوان و کل ضاحک انسان''

حداوسط حداوسط

شکل اول را شرط انتاج آنست کہ صغریٰ وے یعنی قضیہ کہ مشتمل بر اصغر است موجبہ باشد تا افراد اصغر در اوسط مندرج شود و کبری وے یعنی قضیہ کہ مشتمل بر اکبر است کلیہ باشد تا حکم از اوسط متعدی باصغر شود بیقین پس صغری شکل اول ہمیشہ موجبہ باشد و کبری وے کلیہ وضرب ونتیجہ وے چہار است اول موجبتین کلیتین نتیجہ موجبہ کلیہ باشد دوم موجبہ جزئیہ صغری با موجبہ کلیہ کبریٰ نتیجہ موجبہ جزئیہ باشد سوم موجبہ کلیہ صغری با سالبہ کلیہ کبری نتیجہ سالبہ کلیہ باشد چہارم موجبہ جزئیہ صغری با سالبہ کلیہ کبری نتیجہ سالبہ جزئیہ باشد پس شکل اول منتج محصورات اربعہ است.

**ترجمہ**:۔ شکل اول کو نتیجہ دینے کی شرط یہ ہے کہ اس کا صغریٰ یعنی وہ قضیہ جو اصغر پر مشتمل ہے موجبہ ہوتا کہ اصغر کے افراد حد اوسط میں آجائیں اور اس کا کبریٰ یعنی وہ قضیہ جو اکبر پر مشتمل ہے کلیہ ہوتا کہ حکم حد اوسط سے اصغر تک یقین کے ساتھ پہنچ جائے لہٰذا شکل اول کا صغریٰ ہمیشہ موجبہ ہوگا اور اس کا کبریٰ کلیہ اور اس کی نتیجہ دینے والی ضربیں چار ہیں۔ اول دونوں موجبہ کلیہ ہوں نتیجہ موجبہ کلیہ ہوگا۔ دوم موجبہ جزئیہ صغریٰ موجبہ کلیہ کبریٰ کے ساتھ نتیجہ موجبہ جزئیہ ہوگا۔ سوم موجبہ کلیہ صغریٰ سالبہ کلیہ کبریٰ کے ساتھ نتیجہ سالبہ کلیہ ہوگا۔ چہارم موجبہ جزئیہ صغریٰ سالبہ کلیہ کبریٰ کے ساتھ نتیجہ سالبہ جزئیہ ہوگا لہٰذا شکل اول کے نتیجے محصورات اربعہ ہیں۔

**تشریح**:۔ شکل اول کی نتیجہ دینے کی شرطوں اور ضربوں کا بیان۔

واضح ہو کہ شکل اول کے نتیجہ دینے کی دو شرطیں ہیں:

(۱) ایجاب صغریٰ (۲) کلیت کبریٰ۔

**ایجاب صغریٰ**:۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مقدمہ جس میں اصغر ہے موجبہ ہوتا کہ اصغر کے تمام افراد حد اوسط میں مندرج ہو جائیں۔

**کلیت کبریٰ**:۔ یعنی وہ مقدمہ جس میں اکبر ہے کلیہ ہوتا کہ اکبر پر لگا ہوا حکم حد اوسط کے ذریعہ اصغر تک پہنچ جائے۔

شکل اول کی نتیجہ دینے والی ضربیں چار ہیں کیونکہ یہی چار ضربیں شکل اول کی شرطوں کو پوری کرتی ہیں بقیہ بارہ ضربیں ساقط ہو جاتی ہیں:

| نمبر شمار | صغریٰ | کبریٰ | منتج و غیر منتج |
|---|---|---|---|
| ۱ | موجبہ کلیہ | موجبہ کلیہ | منتج |
| ۲ | موجبہ کلیہ | موجبہ جزئیہ | غیر منتج |
| ۳ | موجبہ کلیہ | سالبہ کلیہ | منتج |
| ۴ | موجبہ کلیہ | سالبہ جزئیہ | غیر منتج |
| ۵ | موجبہ جزئیہ | موجبہ کلیہ | منتج |
| ۶ | موجبہ جزئیہ | موجبہ جزئیہ | غیر منتج |
| ۷ | موجبہ جزئیہ | سالبہ کلیہ | منتج |
| ۸ | موجبہ جزئیہ | سالبہ جزئیہ | غیر منتج |
| ۹ | سالبہ کلیہ | موجبہ کلیہ | غیر منتج |
| ۱۰ | سالبہ کلیہ | موجبہ جزئیہ | غیر منتج |
| ۱۱ | سالبہ کلیہ | سالبہ کلیہ | غیر منتج |
| ۱۲ | سالبہ کلیہ | سالبہ جزئیہ | غیر منتج |
| ۱۳ | سالبہ جزئیہ | موجبہ کلیہ | غیر منتج |
| ۱۴ | سالبہ جزئیہ | موجبہ جزئیہ | غیر منتج |
| ۱۵ | سالبہ جزئیہ | سالبہ کلیہ | غیر منتج |
| ۱۶ | سالبہ جزئیہ | سالبہ جزئیہ | غیر منتج |

# شکل اول کی نتیجہ دینے والی ضربیں

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱ | موجبہ کلیہ صغریٰ موجبہ کلیہ کبریٰ<br>کل انسان حیوان<br>کل حیوان جسم | نتیجہ | موجبہ کلیہ<br>کل انسان جسم |
| ۲ | موجبہ کلیہ صغریٰ سالبہ کلیہ کبریٰ<br>کل انسان حیوان<br>لاشئ من الحیوان بحجر | نتیجہ | سالبہ کلیہ<br>لاشئی من الانسان بحجر |
| ۳ | موجبہ جزئیہ صغریٰ موجبہ کلیہ کبریٰ<br>بعض الانسان حیوان<br>کل حیوان جسم | نتیجہ | موجبہ جزئیہ<br>بعض الانسان جسم |
| ۴ | موجبہ جزئیہ صغریٰ سالبہ کلیہ کبریٰ<br>بعض الانسان حیوان<br>لاشئ من الحیوان بحجر | نتیجہ | سالبہ جزئیہ<br>بعض الانسان لیس بحجر |

شکل اول کا یہ خاصہ ہے کہ وہ محصورات اربعہ کا نتیجہ دیتی ہے یعنی موجبہ کلیہ، موجبہ جزئیہ، سالبہ کلیہ، سالبہ جزئیہ اور نیز اس کا نتیجہ بدیہی ہوتا ہے اس لیے اس کو اشرف الاشکال بھی کہتے ہیں۔
واضح ہو کہ نتیجہ ہمیشہ ادون کے تابع ہوتا ہے یعنی اگر قیاس کلیہ اور جزئیہ سے مرکب ہے تو نتیجہ جزئیہ ہوگا اور اگر سالبہ اور موجبہ سے مرکب ہے تو نتیجہ سالبہ ہوگا۔

> وشرط شکل ثانی آنست کہ مقدمتین وے مختلفین باشد در ایجاب وسلب یعنی یکے موجبہ باشد ودیگرے سالبہ وکبری وے کلیہ باشد وضروب نتیجہ وے نیز چہار است اول موجبہ کلیہ صغری وسالبہ کلیہ کبری چناں کہ ہمہ ج ب است وہیچ اب نیست پس ہیچ از ج انیست دوم عکس ایں چناں کہ ہیچ از ج ب نیست وہمہ اب است پس ہیچ از انیست سوم موجبہ

جزئیہ صغری وسالبہ کلیہ کبری چناں کہ بعض ج ب است وہیچ از اب نیست پس بعض ج انیست. چہارم سالبہ جزئیہ صغری وموجبہ کبری چناں کہ بعض ج ب نیست وہمہ اب است پس بعض ج انیست پس نتیجہ شکل ثانی نیست الا سالبہ اما کلیہ واما جزئیہ.

**ترجمہ**:۔شکل ثانی کی شرط یہ ہے کہ اس کے دونوں مقدمے ایجاب وسلب میں مختلف ہوں یعنی ایک موجبہ ہو اور دوسرا سالبہ اور اس کا کبریٰ کلیہ ہو اور اس کی بھی نتیجہ دینے والی ضربیں چار ہیں: اول موجبہ کلیہ صغریٰ اور سالبہ کلیہ کبریٰ جیسے تمام ج ب ہے اور کوئی اب نہیں ہے لہٰذا کوئی ج انہیں ہیں۔ دوم اس کا عکس جیسے کوئی ج ب نہیں ہے اور تمام اب نہیں ہے لہٰذا کوئی ج انہیں ہے۔ سوم موجبہ جزئیہ صغریٰ اور سالبہ کبریٰ جیسے بعض ج ب ہے اور کوئی اب نہیں ہے لہٰذا بعض ج انہیں ہے۔ چہارم سالبہ جزئیہ صغریٰ موجبہ کلیہ کبریٰ جیسے بعض ج ب نہیں ہے اور تمام اب ہے لہٰذا بعض ج انہیں۔ شکل ثانی کا نتیجہ صرف سالبہ ہوتا ہے کلیہ ہو یا جزئیہ۔

**تشریح**:۔شکل ثانی کی نتیجہ دینے کی دو شرطیں ہیں:

(۱) اختلاف المقدمتین فی الایجاب والسلب۔

(۲) کلیۃ کبریٰ۔

ان شرطوں کی وجہ سے شکل ثانی میں بھی صرف چار ضربیں نتیجہ دیں گی جو درج ذیل ہیں:

## خاکہ

| شمار نمبر | صغریٰ | کبریٰ | نتیجہ |
|---|---|---|---|
| ۱ | موجبہ کلیہ<br>کل ج ب<br>کل انسان حیوان | سالبہ کلیہ<br>لاشئ من اب لاشئ<br>من الحجر بحیوان | سالبہ کلیہ<br>لاشئ من ج ا لاشئ<br>من الانسان بحجر |
| ۲ | سالبہ کلیہ<br>لاشئ من ج ب لاشئ<br>من الانسان بجماد | موجبہ کلیہ<br>کل اب کل حجر<br>جماد | سالبہ کلیہ<br>لاشئ من ج ا لاشئ<br>من الانسان بحجر |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۳ | موجبہ جزئیہ<br>بعض ج ب بعض الانسان حیوان | سالبہ کلیہ<br>لاشئ من اب لاشئ من الحجر بحیوان | سالبہ جزئیہ<br>بعض ج لیس ا بعض الانسان لیس بحجر |
| ۴ | سالبہ جزئیہ<br>بعض ج لیس ب بعض الانسان لیس بجماد | موجبہ کلیہ<br>کل اب کل حجر جماد | سالبہ جزئیہ<br>بعض ج لیس ا بعض الانسان لیس بحجر |

شکل ثانی کا نتیجہ ہمیشہ سالبہ ہوگا چاہے جزئیہ ہو یا کلیہ کیونکہ نتیجہ ہمیشہ ادون کے تابع ہوتا ہے۔

منطقی اکثر قضایا میں محکوم علیہ اور محکوم بہ کو ج، ب، ا، وغیرہ حروف تہجی سے ذکر کرتے ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ عبارت مختصر ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ یہ قانون کلیہ ہے اپنے تمام جزئیات پر صادق آئے گا ایسا نہیں ہے کہ کسی ایک مخصوص مادے کے ساتھ خاص ہے مثلاً جب کہا جائے کل ج ب تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ''کل موضوع محمول'' اسی طرح آپ بھی ج ب کا استعمال کر سکتے ہیں جیسے ''کل انسان حیوان و کل حیوان جسم'' نتیجہ ''کل انسان جسم'' اس کو آپ یوں تعبیر کر سکتے ہیں ''کل ج ب و کل ب انتیجہ کل ج ا''۔

> شرط شکل ثالث آنست کہ صغری وے موجبہ باشد و یکے از مقدمتین وے کلیہ باشد و ضروب وے شش است سہ منتج ایجاب جزئی و سہ منتج سلب جزئی و آں سہ کی منتج ایجاب جزئی اول موجبتین کلیتین چناں کہ ہمہ ب ج است و ہمہ ب ا است دوم صغری موجبہ جزئیہ و کبری موجبہ کلیہ چناں کہ بعض ب ج است و ہمہ ب ا است سوم صغری موجبہ کلیہ و کبری موجبہ جزئیہ چناں کہ ہمہ ب ج است و بعض ج ا است پس نتیجہ ایں ہر سہ ضرب بعض ج ج است و آں سہ کہ منتج سلب جزئی است اول موجبہ کلیہ صغری و سالبہ

کلیہ کبری چناں کہ ہمہ ب ج است و ہیچ از ب انیست دوم موجبہ جزئیہ صغری وسالبہ کلیہ کبری چناں کہ بعض ب ج است و ہیچ از ب انیست سوم موجبہ کلیہ صغری وسالبہ جزئیہ کبری چنانکہ ہمہ ب ج است وبعض ب ا نیست ونتیجہ ہر سہ ضرب ایں است کہ بعض ج انیست (فائدہ) وشکل رابع بعید است از طبع پس اورانیاوردیم۔

**ترجمہ:**۔شکل ثالث کی شرط یہ ہے کہ اس کا صغریٰ موجبہ ہو اور دونوں مقدموں میں سے ایک کلیہ ہو اور اس کی چھ ضربیں ہیں تین موجبہ جزئیہ کا نتیجہ دینے والی اور وہ تین جو ایجاب جزئی کا نتیجہ دیتی ہیں۔اول دونوں موجبہ کلیہ ہو جیسے ''ہمہ ب ج است و ہمہ ب ا است''۔دوم صغریٰ موجبہ جزئیہ اور کبریٰ موجبہ کلیہ جیسے ''بعض ب ج است و ہمہ ب ا است''۔سوم صغریٰ موجبہ کلیہ اور کبریٰ موجبہ جزئیہ ہو جیسے ''ہمہ ب ج است وبعض ب ا است''۔ان تینوں ضربوں کا نتیجہ بعض ج اا است ہے۔اور وہ تین جو سلب جزئی کا نتیجہ دیتی ہیں: اول موجبہ کلیہ صغریٰ، سالبہ کلیہ کبریٰ جیسے ''ہمہ ب ج است و ہیچ از ب انیست''۔دوم موجبہ جزئیہ صغریٰ سالبہ کلیہ کبریٰ جیسے ''بعض ب ج است و ہیچ از ب انیست''۔سوم موجبہ کلیہ صغریٰ وسالبہ جزئیہ کبریٰ جیسے ''ہمہ ب ج است وبعض ب انیست''۔ان تینوں ضربوں کا نتیجہ یہ ہے کہ بعض ج انیست۔(فائدہ) شکل رابع طبیعت سے بعید ہے اس لیے ہم نے اس کو ذکر نہیں کیا۔

**تشریح:**۔شکل ثالث کی نتیجہ دینے کی شرطیں دو ہیں:

(۱) ایجاب صغریٰ۔

(۲) کلیۃ احدی المقدمتین (دونوں مقدموں میں سے ایک کلیہ ہو)

شکل ثالث کی شرطوں کو صرف چھ ضربیں پوری کرتی ہیں اس لیے اس کے نتیجہ دینے والی ضربیں چھ ہیں تین ضربوں کا نتیجہ موجبہ جزئیہ ہے اور تین ضربوں کا نتیجہ سالبہ جزئیہ ہے۔

## شکل ثالث کی وہ تین ضربیں جو موجبہ جزئیہ کا نتیجہ دیتی ہیں

| شمار نمبر | صغریٰ | کبریٰ | نتیجہ |
|---|---|---|---|
| ۱ | موجبہ کلیہ<br>ہمہ ب ج است<br>کل انسان حیوان | موجبہ کلیہ<br>ہمہ ب ا است<br>کل انسان ناطق | موجبہ جزئیہ<br>بعض ج ا است<br>بعض الحیوان ناطق |
| ۲ | موجبہ جزئیہ<br>بعض ب ج است<br>بعض الانسان حیوان | موجبہ کلیہ<br>ہمہ ب ا است<br>کل انسان ناطق | موجبہ جزئیہ<br>بعض ج ا است<br>بعض الحیوان ناطق |
| ۳ | موجبہ کلیہ<br>ہمہ ب ج است<br>کل انسان حیوان | موجبہ جزئیہ<br>بعض ب ا است<br>بعض الانسان ناطق | موجبہ جزئیہ<br>بعض ج ا است<br>بعض الحیوان ناطق |

## شکل ثالث کی وہ تین ضربیں جن کا نتیجہ سالبہ جزئیہ ہوتا ہے

| شمار نمبر | صغریٰ | کبریٰ | نتیجہ |
|---|---|---|---|
| ۱ | موجبہ کلیہ<br>ہمہ ب ج است<br>کل انسان حیوان | سالبہ کلیہ<br>ہیچ از ب انیست<br>لاشئ من الانسان بحجر | سالبہ جزئیہ<br>بعض ج انیست<br>بعض الحیوان لیس بحجر |
| ۲ | موجبہ کلیہ<br>بعض ب ج است<br>بعض الا نسان حیوان | سالبہ کلیہ<br>ہیچ از ب انیست<br>لاشئ من الانسان بحجر | سالبہ جزئیہ<br>بعض ج انیست<br>بعض الحیوان لیس بحجر |
| ۳ | موجبہ کلیہ<br>ہمہ ب ج است<br>کل انسان حیوان | سالبہ جزئیہ<br>بعض ب انیست بعض<br>الانسان لیس بحجر | سالبہ جزئیہ<br>بعض ج انیست<br>بعض الحیوان لیس بحجر |

شکل ثالث کے نتیجہ میں آپ نے دیکھا کہ صغریٰ اور کبریٰ دونوں کلیہ ہیں پھر بھی ان کا نتیجہ جزئیہ آتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس کا نتیجہ کلیہ لائیں گے تو صادق نہ ہوگا۔

**فائدہ:۔** شکل رابع کا ذکر ترک کر دیا گیا ہے کیونکہ اس کے شرائط اور ضرب زیادہ ہیں اور فائدہ بہت کم ہے اور یہ دشوار بھی ہے۔

واما قیاس استثنائی بر دو قسم است یکے اتصالی و دوم انفصالی اتصالی آنست کہ مرکب باشد از متصلہ لزومیہ با وضع مقدم وآں را نتیجہ وضع تالی باشد چناں کہ گوئی اگر ایں جسم انسان باشد حیوان باشد لیکن انسان است پس حیوان باشد یا مرکب از متصلہ لزومیہ با رفع تالی وآں را نتیجہ رفع مقدم است چناں کہ گوئی در مثال مذکور لیکن حیوان نیست پس انسان نباشد.

**ترجمہ:۔** لیکن قیاس استثنائی دو قسموں پر ہے ایک اتصالی دوسرا انفصالی اتصالی وہ ہے جو مرکب ہو متصلہ لزومیہ سے وضع مقدم کے ساتھ اور اس کا نتیجہ وضع تالی ہوگا جیسے اگر یہ جسم انسان ہوگا تو حیوان ہوگا لیکن انسان ہے لہٰذا حیوان ہے یا مرکب ہوگا متصلہ لزومیہ سے رفع تالی کے ساتھ اس کا نتیجہ رفع مقدم ہوگا جیسے مثال مذکور میں لیکن حیوان نہیں پس انسان نہیں۔

**تشریح:۔** اس قیاس کا نام استثنائی اس لیے رکھا گیا کہ اس میں حرف استثنا کا استعمال ہوتا ہے۔

## قیاس استثنائی کی دو قسمیں ہیں

(۱) قیاس اتصالی (۲) قیاس انفصالی۔

**قیاس اتصالی:۔** وہ قیاس ہے جو متصلہ لزومیہ سے مرکب ہو:

(۱) اگر اس میں مقدم کا ثبوت ہوگا تو نتیجہ میں تالی کا ثبوت ہوگا۔ وضع مقدم سے نتیجہ وضع تالی۔ جیسے:

| اگر وہ جسم انسان ہوگا | تو حیوان ہوگا | لیکن انسان ہے | نتیجہ | تو حیوان ہے |
|---|---|---|---|---|
| مقدم | تالی | وضع مقدم | | وضع تالی |

(۲) اگر اس میں تالی کی نفی ہوگی تو نتیجہ میں مقدم کی نفی ہو جائے گی رفع تالی سے نتیجہ

رفع مقدم جیسے:

| اگر یہ جسم انسان ہوگا | تو حیوان ہوگا | لیکن حیوان نہیں | نتیجہ | تو انسان نہیں ہوگا |
|---|---|---|---|---|
| مقدم | تالی | رفع تالی | | رفع مقدم |

اما انفصالی آنست کہ مرکب باشد از منفصلہ حقیقیہ باوضع مقدم احد الجزئین ایں رانتیجہ رفع جزو دیگر باشد و بارفع احد الجزئین ایں رانتیجہ وضع جز و دیگر باشد او را چہار نتیجہ باشد چناں کہ گوئی ایں عدد یا زوج است یا فرد لیکن زوج است پس فرد نیست لیکن فرد است پس زوج نیست لیکن زوج نیست پس فرد باشد لیکن فرد نیست پس زوج باشد یا مرکب باشد از منفصلہ مانعۃ الجمع باوضع احد الجزئین او را نتیجہ رفع جزو دیگر باشد پس او را دو نتیجہ باشد چناں کہ گوئی ایں جسم یا شجر باشد یا حجر لیکن شجر است پس حجر نیست لیکن حجر است پس شجر نیست یا مرکب باشد از منفصلہ مانعۃ الخلو با رفع احد الجزئین او رانتیجہ وضع جزو دیگر باشد پس نتیجہ او را دو است چناں کہ گوئی ایں جسم یا لا حجر است یا لا شجر لیکن حجر است پس لا شجر باشد لیکن شجر است پس لا حجر باشد۔

**ترجمہ**:۔لیکن قیاس انفصالی وہ ہے جو مرکب ہو منفصلہ حقیقیہ سے دونوں جزؤں میں سے ایک کے وضع کے ساتھ تو اس کا نتیجہ دوسرے جز کا وضع ہوگا یا دونوں جزؤں میں سے ایک کے رفع کے ساتھ تو اس کا نتیجہ دوسرے جز کا وضع ہوگا لہٰذا اس کا چار نتیجہ ہوگا جیسے تو کہے ''یہ عدد یا تو زوج ہے یا فرد'' لیکن زوج ہے پس فرد نہیں لیکن فرد ہے تو زوج نہیں۔ لیکن زوج نہیں ہے پس فرد ہے لیکن فرد نہیں پس زوج ہے۔ یا وہ مرکب ہوگا منفصلہ مانعۃ الجمع سے دونوں اجزأ میں سے ایک کے وضع کے ساتھ تو اس کا نتیجہ دوسرے جز کا رفع ہوگا لہٰذا اس کا نتیجہ دو ہوگا جیسے تم کہو ''یہ جسم شجر ہے یا حجر'' لیکن شجر ہے تو حجر نہیں لیکن حجر ہے تو شجر نہیں۔ یا وہ مرکب ہوگا منفصلہ مانعۃ الخلو سے دونوں جزؤں میں سے ایک کے رفع کے ساتھ تو اس کا نتیجہ دوسرے جز کا وضع ہوگا لہٰذا اس کا نتیجہ بھی دو ہوگا جیسے تم کہو ''یہ جسم یا لا حجر ہے یا لا شجر'' لیکن حجر ہے تو لا شجر ہوگا لیکن شجر ہے پس لا حجر ہوگا۔

**تشریح**:۔ قیاس استثنائی انفصالی کی تین قسمیں ہیں:

(۱) قیاس استثنائی انفصالی جو مرکب ہے حقیقیہ سے۔

(۲) قیاس استثنائی انفصالی جو مرکب ہے مانعۃ الجمع سے۔

(۳) قیاس استثنائی انفصالی جو مرکب ہے مانعۃ الخلو سے۔

## قیاس استثنائی انفصالی جو مرکب ہے حقیقیہ سے

اگر دونوں جزؤوں (مقدم تالی) میں سے ایک کا وضع ہوگا تو نتیجہ دوسرے جز کا رفع ہوگا یا دونوں جزؤوں سے ایک کا رفع ہوگا تو نتیجہ دوسرے جز کا وضع ہوگا اس لحاظ سے اس کا چار نتیجہ ہوگا:

(۱) وضع مقدم سے نتیجہ رفع تالی۔

(۲) رفع مقدم سے نتیجہ وضع تالی۔

(۳) وضع تالی سے نتیجہ رفع مقدم۔

(۴) رفع تالی سے نتیجہ وضع مقدم۔

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| مثال نمبر (۱):۔ | یہ عدد یا تو زوج ہے، | یا فرد، | لیکن زوج ہے، | نتیجہ، تو فرد نہیں |
| | مقدم | تالی | وضع مقدم | رفع تالی |
| مثال نمبر (۲):۔ | یہ عدد یا تو زوج ہے، | یا فرد، | لیکن فرد ہے، | نتیجہ، تو زوج نہیں |
| | مقدم | تالی | وضع تالی | رفع مقدم |
| مثال نمبر (۳):۔ | یہ عدد یا تو زوج ہے، | یا فرد، | لیکن زوج نہیں، | نتیجہ، تو فرد ہے |
| | مقدم | تالی | رفع مقدم | وضع تالی |
| مثال نمبر (۴):۔ | یہ عدد یا تو زوج ہے، | یا فرد، | لیکن یہ فرد نہیں، | نتیجہ، تو زوج ہے |
| | مقدم | تالی | رفع تالی | وضع مقدم |

## قیاس استثنائی انفصالی جو مرکب ہے مانعۃ الجمع سے

دونوں جزؤوں میں سے ایک کا وضع ہوگا اور نتیجہ دوسرے جز کا رفع ہوگا اس کا دو نتیجہ ہوگا:

(۱)وضع مقدم سے نتیجہ رفع تالی۔

(۲)وضع تالی سے نتیجہ رفع مقدم۔

مثال نمبر(۱):۔یہ جسم شجر ہے، یا حجر، لیکن شجر ہے، تو حجر نہیں

| مقدم | تالی | وضع مقدم | رفع تالی |
|---|---|---|---|
| یہ جسم شجر ہے | یا حجر | لیکن شجر ہے | تو حجر نہیں |

مثال نمبر(۲):۔یہ جسم شجر ہے، یا حجر، لیکن حجر ہے، نتیجہ، پس شجر نہیں

| مقدم | تالی | وضع تالی | رفع مقدم |
|---|---|---|---|
| یہ جسم شجر ہے | یا حجر | لیکن حجر ہے | پس شجر نہیں |

# قیاس استثنائی انفصالی جو مرکب ہے مانعۃ الخلو سے

دونوں جزؤوں میں سے ایک کا رفع ہوگا تو نتیجہ دوسرے جز کا وضع ہو جائے گا اس کے بھی دو نتیجے ہوں گے:

(۱) رفع مقدم سے نتیجہ وضع تالی۔(۲) رفع تالی سے نتیجہ وضع مقدم۔

مثال نمبر(۱):۔یہ جسم یا تو لا حجر ہے، یا لا شجر، لیکن حجر ہے، نتیجہ، تو لا شجر ہے

| مقدم | تالی | وضع مقدم | رفع تالی |
|---|---|---|---|
| یہ جسم یا تو لا حجر ہے | یا لا شجر | لیکن حجر ہے | تو لا شجر ہے |

مثال نمبر(۲):۔یہ جسم یا لا حجر ہے، یا لا شجر، لیکن شجر ہے، نتیجہ، تو لا حجر ہے

| مقدم | تالی | وضع تالی | رفع مقدم |
|---|---|---|---|
| یہ جسم یا لا حجر ہے | یا لا شجر | لیکن شجر ہے | تو لا حجر ہے |

اس کی دوسری مثال:

مثال نمبر(۱):۔زید یا تو دریا میں ہے، یا نہیں ڈوبا، لیکن دریا میں نہیں، نتیجہ، نہیں ڈوبا

| مقدم | تالی | وضع تالی | رفع مقدم |
|---|---|---|---|
| زید یا تو دریا میں ہے | یا نہیں ڈوبا | لیکن دریا میں نہیں | نہیں ڈوبا |

مثال نمبر(۲):۔زید یا تو دریا میں ہے، یا نہیں ڈوبا، لیکن ڈوب گیا، نتیجہ، دریا میں ہے

| مقدم | تالی | وضع تالی | رفع مقدم |
|---|---|---|---|
| زید یا تو دریا میں ہے | یا نہیں ڈوبا | لیکن ڈوب گیا | دریا میں ہے |

واخر دعوانا الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

☆☆☆

# تعریفات

## فن منطق کے طلبہ کو ان تعریفات کا یاد رکھنا ضروری ہے

قوت دراکہ:
قوت مدرکہ: انسان کی اس قوت کو کہتے ہیں جس میں اشیاء کی صورتیں چھپتی ہیں۔
ذہن :

**محسوس:۔** وہ شی ہے جو حواس پنجگانہ میں سے کسی کے ذریعہ حاصل ہو جیسے خوبصورتی، شیرینی، نرمی، سختی وغیرہ کا علم۔

**معقول:۔** وہ شی ہے جو حواس پنجگانہ میں سے کسی کے ذریعہ حاصل نہ ہو جیسے بھوک، پیاس، وغیرہ کا علم۔

**حواس پنجگانہ:۔** قوت باصرہ، قوت سامعہ، قوت شامہ، قوت ذائقہ، قوت لامسہ۔

**تصدیق:۔** اس صورت حاصلہ کو کہتے ہیں جس میں ایک شیٔ کی نسبت دوسری شیٔ کی طرف ایجاب یا سلب کے ساتھ ہو جیسے: ''زید کاتب، زید لیس بکاتب'' کا علم۔

**تصور:۔** اس صورت حاصلہ کو کہتے ہیں جس میں ایک شیٔ کی نسبت دوسری شیٔ کی طرف ایجاب یا سلب کے ساتھ نہ ہو جیسے ''زید کاتب'' کا علم۔

**نسبت حملی:۔** وہ نسبت ہے جس کے ذریعہ ایک شی کا ثبوت دوسری شیٔ کے لیے یا ایک شیٔ کی نفی دوسری شیٔ کے لیے ہو جیسے زید کاتب ہے یا زید کاتب نہیں ہے۔

**نسبت اتصالی:۔** وہ نسبت ہے جو محکوم علیہ اور محکوم بہ کے درمیان اتصال یا عدم اتصال پر دلالت کرے جیسے اگر آفتاب نکلا ہوگا تو دن موجود ہوگا ایسا نہیں ہے کہ اگر آفتاب نکلا ہو تو رات موجود ہو۔

**نسبت انفصالی:۔** وہ نسبت ہے جو محکوم علیہ اور محکوم بہ کے درمیان انفصال یا عدم

انفصال پر دلالت کرے جیسے یہ عدد یا تو زوج ہے یا فرد ایسا نہیں کہ یہ عدد یا تو زوج ہے یا منقسم بمتساوبین۔

**تصور ضروری:۔** وہ تصور ہے جو بغیر نظر وفکر کے حاصل ہو جیسے حرارت اور ٹھنڈک کا تصور۔

**تصور نظری:۔** وہ تصور ہے جو نظر وفکر کے ذریعہ حاصل ہو جیسے روح یا جن کا تصور ہے۔

**تصدیق ضروری:۔** وہ تصدیق ہے جو بغیر نظر وفکر کے حاصل ہو جیسے آگ گرم ہے یا آفتاب روشن ہے کی تصدیق۔

**تصدیق نظری:۔** وہ تصدیق ہے جو نظر وفکر کے ذریعہ حاصل ہو جیسے صانع عالم موجود ہے۔یا عالم حادث ہے کی تصدیق۔

**نظر وفکر:۔** تصورات حاصلہ یا تصدیقات حاصلہ کو اس طرح ترتیب دینا کہ اس سے تصورات غیر حاصلہ یا تصدیقات غیر حاصلہ حاصل ہو جائیں۔

**نظر وفکر کی آسان تعریف:۔** امور معلومہ کو اس طرح ترتیب دینا کہ اس سے امور مجہولہ معلوم ہو جائیں جیسے حیوان ناطق کی ترتیب سے انسان کا علم یا عالم متغیر ہے۔ ہر متغیر حادث ہے کی ترتیب سے حدوث عالم کا علم۔

**معرف، قول شارح:۔** وہ تصورات مرتبہ جن سے دوسرے تصورات حاصل ہوں جیسے انسان کا معرف حیوان ناطق۔

**حجت، دلیل:۔** وہ تصدیقات مرتبہ جن سے دوسرے تصدیقات حاصل ہوں جیسے حدوث عالم کی حجت ''عالم متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہے'' ہے۔

**دلالت:۔** کسی شئی کا اس طرح ہونا کہ اس کے علم سے دوسری شئی کا علم حاصل ہو جائے۔

**دال:۔** شئی اول کو دال کہتے ہیں۔

**مدلول:۔** شئی ثانی کو مدلول کہتے ہیں۔

**وضع:۔** کسی شئی کو دوسری شئی کے ساتھ اس طرح خاص کر دینا کہ اس کے علم سے دوسری شئی کا علم ہو جائے۔

**دلالت وضعیہ لفظیہ:۔** وہ دلالت ہے جو وضع کی وجہ سے ہو اور لفظ میں ہو جیسے لفظ زید کی دلالت ذات زید پر۔

**دلالت وضعیہ غیر لفظیہ:۔** وہ دلالت ہے جو وضع کی وجہ سے ہو مگر لفظ میں نہ ہو جیسے خطوط، عقود، نصب، اشارات کی دلالت ان کے مفہوم پر۔

**دلالت عقلیہ لفظیہ:۔** وہ دلالت ہے جو عقل کی اقتضا سے ہو اور لفظ میں ہو جیسے لفظ دیز ''جو دیوار کے پیچھے سے سنا گیا'' کی دلالت بولنے والے کے وجود پر۔

**دلالت عقلیہ غیر لفظیہ:۔** وہ دلالت ہے جو عقل کی اقتضا سے ہو اور لفظ میں نہ ہو جیسے مصنوع کی دلالت صانع پر۔

**دلالت طبعیہ لفظیہ:۔** وہ دلالت ہے جو طبیعت کی اقتضا سے ہو اور لفظ میں نہ ہو جیسے اُح، اُح کی دلالت درد سینہ پر۔

**دلالت طبعیہ غیر لفظیہ:۔** وہ دلالت ہے جو طبیعت کی اقتضا سے ہو مگر لفظ میں نہ ہو جیسے چہرے کی سرخی کی دلالت شرمندگی پر۔

**دلالت مطابقی:۔** جب لفظ اپنے تمام معنی موضوع لہ پر دلالت کرتا ہے تو اسے مطابقی کہتے ہیں جیسے انسان کی دلالت حیوان ناطق پر۔

**دلالت تضمنی:۔** جب لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے جز پر دلالت کرتا ہے تو اسے دلالت تضمنی کہتے ہیں جیسے انسان کی دلالت صرف حیوان پر یا صرف ناطق پر۔

**دلالت التزامی:۔** جب لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے خارج لازم پر دلالت کرتا ہے تو اس کو دلالت التزامی کہتے ہیں جیسے انسان کی دلالت قابل علم یا صنعت کتابت پر۔

**لازم بین:۔** وہ لازم ہے کہ جب ملزوم کا تصور کریں تو اس کے ساتھ لازم کا تصور بھی ذہن میں آئے جیسے اعمیٰ کے تصور سے بصر یا حاتم کے تصور سے اس کی سخاوت کا تصور ہوتا ہے۔

**حقیقت:۔** جب لفظ کو اس کے معنی موضوع لہ میں استعمال کرتے ہیں تو حقیقت کہتے ہیں جیسے اسد کے معنی شیر۔

**مجاز:۔** جب لفظ کو معنی موضوع لہ کے خارج میں یا جز میں استعمال کرتے ہیں تو اس کو

مجاز کہتے ہیں جیسے اسد کے معنی بہادر۔

**مفرد:۔** لفظ کا ایک معنی ہو تو اسے مفرد کہتے ہیں جیسے۔رجل۔

**مشترک:۔** لفظ کا معنی ایک سے زائد ہو تو اسے مشترک کہتے ہیں جیسے۔عین، جاریہ۔

**مترادفان:۔** دو لفظ ہوں اور ان کا معنی ایک ہو جیسے انسان اور بشر۔

**متبائنان:۔** دو لفظ ہوں اور دونوں کا معنی مختلف ہو جیسے انسان اور فرس۔

**مرکب:۔** لفظ کا جز معنی مقصود کے جز پر دلالت کرے اور وہ دلالت مقصود بھی ہو جیسے: ”رامی الحجارۃ“۔

**مفرد:۔** لفظ کے جز کی دلالت معنی کے جز پر مقصود نہ ہو جیسے ہمزہ استفہام، زید، عبداللہ ،حالت علمیت میں، حیوان ناطق حالت علمیت میں۔

**محکوم علیہ:۔** وہ جس پر کوئی خاص حکم لگایا جائے۔

**محکوم بہ:۔** جس چیز کا حکم لگایا جائے۔

جیسے: ”زید کاتب“ میں ’زید‘ محکوم علیہ ’کاتب‘ محکوم بہ ہے۔

**معنی ناتمام:۔** وہ معنی جو محکوم علیہ اور محکوم بہ نہ بن سکے جیسے: من اور الی کا معنی۔

**معنی تمام:۔** وہ معنی جو محکوم علیہ اور محکوم بہ بن سکے جیسے ”زید ضرب“۔

**اسم:۔** وہ مفرد ہے جو محکوم علیہ بننے کی صلاحیت رکھتا ہو جیسے ”زید“۔

**کلمہ:۔** وہ مفرد ہے جو محکوم بہ بننے صلاحیت رکھتا ہو جیسے ”ضرب“۔

**اداۃ:۔** وہ مفرد ہے جو محکوم علیہ اور محکوم بہ بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔جیسے من اور الی۔

**مرکب تام:۔** وہ مرکب ہے جس پر سکوت صحیح ہو جیسے زید کاتب۔

**مرکب غیر تام:۔** وہ مرکب ہے جس پر سکوت صحیح نہ ہو جیسے غلام زید۔

**خبر وقضیہ:۔** وہ مرکب تام ہے جو محتمل صدق وکذب ہو جیسے زید قائم۔

**انشاء:۔** وہ مرکب تام ہے جو محتمل صدق وکذب نہ ہو جیسے اضرب۔

**مرکب تقییدی:۔** وہ مرکب ہے جس میں دوسرا جز پہلے جز کی قید میں ہو جیسے غلام زید حیوان ناطق۔

**مرکب غیر تقییدی:۔** وہ مرکب ہے جس میں دوسرا جز پہلے کی قید میں نہ ہو جیسے خمسۃ عشر ،فی الدار۔

**جزئی حقیقی:۔** وہ شئ ہے جس کا نفس تصور کثیرین کی وقوع شرکت سے مانع ہو جیسے زید کا تصور۔

**کلی:۔** وہ ہے جس کا نفس تصور کثیرین کی وقوع شرکت سے مانع نہ ہو جیسے انسان کا تصور۔

**کلی کے افراد:۔** جو کثیرین کلی میں شریک ہیں وہ سب اس کلی کے افراد ہیں۔

**جزئی اضافی:۔** کلی کے افراد کو جزئی اضافی کہتے ہیں۔

**جزئی اضافی:۔** اخص تحت الاعم کو کہتے ہیں جیسے زید انسان کا جزئی اضافی ہے انسان حیوان کا جزئی اضافی ہے۔

**نوع حقیقی:۔** وہ کلی ہے جو امور متفقۃ الحقیقت پر ماہو کے جواب میں بولی جائے جیسے زید و بکر ماہما، جواب انسان۔

**جنس:۔** وہ کلی ہے جو امور مختلفۃ الحقائق پر ماہو کے جواب میں بولی جائے جیسے حیوان۔

**تمام مشترک:۔** وہ جزو مشترک ہے کہ چند حقیقتوں کے درمیان کوئی بھی جزو مشترک اس مشترک سے خارج نہ ہو جیسے: حیوان۔

**تمام مشترک:۔** چند حقیقتوں کے درمیان اجزاء مشترکہ کے مجموعے کو تمام مشترک کہتے ہیں جیسے: حیوان۔

**جنس قریب:۔** وہ جنس ہے جو جمیع مشارکات کے جواب میں بولی جائے جیسے: انسان کا معرف حیوان ناطق۔

**حد ناقص:۔** وہ معرف ہے جو جنس بعید اور فصل قریب سے مرکب ہو جیسے انسان کا معرف جسم نامی ناطق، جسم ناطق، جوہر ناطق۔

**رسم تام:۔** وہ معرف ہے جو جنس قریب اور خاصہ سے مرکب ہو جیسے انسان کا معرف حیوان ضاحک۔

**رسم ناقص:۔** وہ معرف ہے جو جنس بعید اور خاصہ سے مرکب ہو جیسے انسان کا معرف جسم

نامی ضاحک، جسم ضاحک، جوہر ضاحک۔

**قضیہ:**۔ وہ قول ہے جس کے قائل کو صدق و کذب سے متصف کرسکیں جیسے "زید قائم"۔

**قضیہ حملیہ:**۔ وہ قضیہ ہے جس میں محکوم علیہ اور محکوم بہ مفرد ہوں یا مفرد کے حکم میں جیسے زید قائم، زید ابوہ قائم.

**قضیہ شرطیہ:**۔ وہ قضیہ ہے جس میں محکوم علیہ اور محکوم بہ نہ مفرد ہوں اور نہ مفرد کے حکم میں جیسے "ان کانت الشمس طالعة فالنهار موجود"۔

**قضیہ شرطیہ منفصلہ:**۔ وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں انفصال یا عدم انفصال کا حکم ہو جیسے موجبہ، یہ عدد زوج ہے یا فرد، سالبہ، ایسا نہیں کہ یہ عدد یا تو زوج ہو یا منقسم بمتساوبین ہو۔

**موضوع:**۔ محکوم علیہ کو قضیہ حملیہ میں موضوع کہتے ہیں۔

**محمول:**۔ محکوم بہ کو قضیہ حملیہ میں محمول کہتے ہیں۔

**رابطہ:**۔ وہ لفظ ہے جو نسبت حکمیہ اور حکم پر بیک وقت دلالت کرے مثلاً:

| زید | ھو | قائم | | زید | لیس | بقائم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| موضوع | رابطہ | محمول | | موضوع | رابطہ | محمول |

**مقدم:**۔ قضیہ شرطیہ میں محکوم علیہ کو مقدم کہتے ہیں۔

**جنس بعید:**۔ وہ جنس ہے جو جمیع مشارکات کے جواب میں نہ بولی جائے۔ جیسے: جسم نامی، جسم مطلق وغیرہ۔

**جنس عالی:**۔ وہ جنس ہے جو سب سے اوپر ہو جیسے جوہر۔

**جنس سافل:**۔ وہ جنس ہے جو سب سے نیچے ہو جیسے حیوان۔

**جنس متوسط:**۔ وہ جنس ہے جو جنس عالی اور سافل کے درمیان ہو جیسے جسم نامی اور جسم مطلق۔

**جنس بعید بیک مرتبہ:**۔ وہ جنس ہے جو جمیع مشارکات کے جواب میں دو بار بولی جائے جیسے جسم نامی۔

**جنس بعید بدو مرتبہ:**۔ وہ جنس ہے جس میں جمع مشارکات کا جواب تین بار ہو جیسے جسم مطلق۔

**جنس بعید بسہ مرتبہ:**۔ وہ جنس ہے جس میں جمیع مشارکات کا جواب چار مرتبہ ہو جیسے جوہر۔

**فصل:**۔ وہ کلی ہے جو ای شئ ہوفی ذاتہ کے جواب میں بولی جائے جیسے ناطق یا حساس۔

**فصل قریب:**۔ وہ فصل ہے جو ایک حقیقت کو تمام دوسری حقیقتوں سے تمیز دے جیسے ناطق۔ یا وہ فصل ہے جو جنس قریب میں تمیز دے جیسے ناطق۔

**فصل بعید:**۔ وہ فصل ہے جو ایک حقیت کو بعض دوسری حقیقتوں سے تمیز دے جیسے حساس۔ یا وہ فصل ہے جو جنس بعید میں تمیز دے جیسے حساس۔

**نوع اضافی:**۔ وہ حقیقت ہے کہ اس کو اور کسی دوسری حقیقت کو ملا کر ماھو سے سوال کریں تو جواب میں جنس بولی جائے جیسے انسان، حیوان وغیرہ۔

**خاصہ:**۔ وہ کلی ہے جو ای شئ ھو فی عرضہ کے جواب میں بولی جائے یا وہ کلی ہے جو حقیقت سے خارج ہو اور صرف ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ خاص ہو جیسے: ضاحک۔

**عرض عام:**۔ وہ کلی ہے جو حقیقت سے خارج ہو اور چند حقیقت کے افراد کے ساتھ پائی جائے جیسے ماشی۔

**حدتام:**۔ وہ معرف ہے جو جنس قریب اور فصل قریب سے مرکب ہو جیسے انسان کے لیے حیوان ناطق۔

**تالی:**۔ قضیہ شرطیہ میں محکوم بہ کو تالی کہتے ہیں مثلاً:

| اگر | آفتاب برآمدہ باشد | روز باشد |
| --- | --- | --- |
| رابط | مقدم | تالی |

**قضیہ شخصیہ:**۔ وہ قضیہ ہے جس کا موضوع جزئی حقیقی ہو جیسے زید کاتب۔

**قضیہ مہملہ:**۔ وہ قضیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور اس کے افراد کی مقدار بیان نہ کی گئی ہو جیسے: الانسان کاتب الانسان لیس بکاتب.

**قضیہ محصورہ:**۔ وہ قضیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور اس کے افراد کی مقدار بیان کی گئی ہو۔

**موجبہ کلیہ:**۔ موضوع کے تمام افراد پر ایجاب کے ساتھ حکم ہو جیسے کل انسان کاتب۔

**سالبہ کلیہ:**۔ موضوع کے تمام افراد پر حکم سلب کے ساتھ ہو جیسے: لاشئ من الانسان بحجر۔

**موجبہ جزئیہ:**۔ موضوع کے بعض افراد پر حکم ایجابی ہو جیسے بعض الانسان کاتب۔

**سالبہ جزئیہ:۔** موضوع کے بعض افراد پر حکم سلبی ہو جیسے بعض الانسان لیس بکاتب۔
**قضیہ معدولہ:۔** وہ قضیہ ہے جس میں حرف سلب موضوع یا محمول یا دونوں کا جز ہو۔
**معدولۃ الموضوع:۔** جیسے: اللاحی جماد.
**معدولۃ المحمول:۔** جیسے: الحی جماد.
**معدولۃ الطرفین:۔** جیسے: اللاحی لاجماد.
**قضیہ محصلہ:۔** وہ قضیہ ہے جس میں حرف سلب محمول کا جز نہ ہو جیسے زید لیس بعالم۔
**جہت:۔** جن الفاظ سے نسبت کی کیفیت ذکر کرتے ہیں اس کو جہت کہتے ہیں جیسے ضرورت، دوام، بالفعل وغیرہ۔
**قضیہ موجہہ:۔** وہ قضیہ جس میں جہت مذکور ہو جیسے: کل انسان حیوان بالضرورۃ.
**قضیہ ضروریہ مطلقہ:۔** وہ قضیہ ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کا سلب موضوع کے لیے ضروری ہو جیسے کل انسان حیوان بالضرورۃ، لاشیٔ من الانسان بحجر بالضرورۃ .
**قضیہ ممکنہ خاصہ:۔** وہ قضیہ ہے جس میں نسبت کی ضرورت کا سلب عدم اور وجود دونوں جانب سے ہو جیسے کل انسان کاتب بالامکان الخاص .لاشیٔ من الانسان بکاتب بالامکان الخاص.
**قضیہ ممکنہ عامہ:۔** وہ قضیہ ہے جس میں نسبت کی ضرورت کا سلب صرف جانب مخالف سے ہو جیسے کل انسان کاتب بالامکان العام لاشیٔ من الانسان بکاتب بالامکان العام .
**قضیہ دائمہ مطلقہ:۔** وہ قضیہ ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کا سلب موضوع کے لیے دائمی ہو جیسے کل فلک متحرک دائما لاشیٔ من الفلک بساکن دائما۔
**قضیہ مطلقہ عامہ:۔** وہ قضیہ ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کا سلب موضوع کے لیے بالفعل ہو (کسی زمانے میں) جیسے کل انسان متنفس بالفعل لاشیٔ

من الانسان بمتنفس بالفعل۔

**عکس:۔** موضوع کو محمول اور محمول کو موضوع اس طرح بنادیا جائے کہ ایجاب وسلب اور صدق اصلی باقی رہے جیسے کل انسان حیوان کا عکس بعض الحیوان انسان ہے۔

**نقیض:۔** وہ دوسرا قضیہ ہے جو ایجاب وسلب کلیت وجزئیت اور جہت میں اس طرح مختلف ہو کہ ہر ایک کا صدق دوسرے کے کذب کو اور ہر ایک کا کذب دوسرے کے صدق کو چاہے جیسے: بعض الحیوان انسان کی نقیض لاشئ من الحیوان بانسان ہے۔زید عالم کی نقیض زید لیس بعالم ہے۔

**قضیہ شرطیہ متصلہ لزومیہ:۔** وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں اتصال یا سلب اتصال ضروری ہو جیسے اگر آفتاب نکلا ہوگا تو دن موجود ہوگا ایسا نہیں کہ آفتاب نکلا ہو تو رات موجود ہو۔

**قضیہ شرطیہ متصلہ اتفاقیہ:۔** وہ قضیہ شرطیہ متصلہ ہے جس میں اتصال یا سلب اتصال ضروری نہ ہو جیسے اگر انسان ناطق ہے تو حمار ناہق ہے ایسا نہیں کہ اگر انسان ناطق ہے تو حمار ناہق نہیں۔

**قضیہ منفصلہ حقیقیہ:۔** وہ قضیہ شرطیہ منفصلہ ہے جس میں انفصال یا عدم انفصال عدم اور وجود دونوں میں ہو جیسے یہ عدد یا تو طاق ہے یا زوج ایسا نہیں کہ یہ عدد یا تو زوج ہے یا منقسم بمتساوبین۔

**منفصلہ مانعۃ الجمع:۔** وہ قضیہ منفصلہ جس میں انفصال یا سلب انفصال صرف وجود میں ہو جیسے یہ شئ یا تو شجر ہے یا حجر ایسا نہیں کہ یہ شئ یا تو لاشجر ہے یا لاحجر۔

**منفصلہ مانعۃ الخلو:۔** وہ قضیہ منفصلہ ہے جس میں انفصال یا سلب انفصال صرف عدم میں ہو جیسے زید یا تو دریا میں ہے اور نہیں ڈوبا ایسا نہیں کہ زید دریا میں نہیں اور ڈوب گیا۔

**قیاس:۔** وہ حجت ہے جس میں کلی کے حال سے جزئی کے حال پر حکم لگایا جائے جیسے کل انسان حیوان وکل حیوان جسم، نتیجہ کل انسان جسم۔

**استقراء:۔** وہ حجت ہے جس میں جزئیات کے حال سے کلی کے حال پر حکم لگایا جائے جیسے تمام انسان چرند و پرند چباتے وقت نچلا جبڑا ہلاتے ہیں لہٰذا تمام حیوان ایسے ہی ہیں۔

**تمثیل:۔** وہ حجت ہے جس میں ایک جزئی کے حال سے دوسری جزئی کے حال پر حکم

لگایا جائے۔ جیسے نبیذ حرام ہے اس لیے کہ شراب حرام ہے اس لیے کہ یہ دونوں نشہ آور کی جزئی ہیں۔

**قیاس اقترانی:۔** وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ یا نقیض بالفعل مذکور نہ ہو جیسے: **العالم متغیر و کل متغیر حادث، نتیجہ، العالم حادث.**

**قیاس استثنائی:۔** وہ قیاس ہے جس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ بالفعل مذکور نہ ہو جیسے اگر یہ آدمی ہوگا تو حیوان ہوگا لیکن آدمی ہے نتیجہ تو حیوان ہوگا لیکن حیوان نہیں نتیجہ تو آدمی نہیں۔

**قیاس اقترانی حملی:۔** وہ قیاس ہے جو صرف حملیات سے مرکب ہو۔

**قیاس اقترانی غیر حملی:۔** وہ قیاس ہے جو شرطیات سے یا شرطیہ اور حملیہ سے مرکب ہو۔

**مقدمہ:۔** قیاس جن قضیوں سے مرکب ہوتا ہے اس کو مقدمہ کہتے ہیں۔

**نتیجہ:۔** قیاس سے جو دوسرا قول لازم آتا ہے اس کو نتیجہ کہتے ہیں مثلاً

| العالم متغیر | و کل متغیر حادث | العالم حادث |
| --- | --- | --- |
| مقدمہ | مقدمہ | نتیجہ یا مطلوب |

قیاس

**اصغر:۔** مطلوب کے موضوع کو اصغر کہتے ہیں۔

**اکبر:۔** مطلوب کے محمول کو اکبر کہتے ہیں جیسے: **العالم حادث**

| العالم | حادث |
| --- | --- |
| اصغر | اکبر |

**صغریٰ:۔** جس مقدمہ میں اصغر ہو اس کو صغریٰ کہتے ہیں۔

**کبریٰ:۔** جس مقدمہ میں اکبر ہو اس کو کبریٰ کہتے ہیں۔

**حداوسط:۔** جس کا تعلق مطلوب کے موضوع اور مطلوب کے محمول دونوں سے ہو (یا) لفظ قیاس میں دو مرتبہ مذکور ہو جیسے: **العالم متغیر و کل متغیر حادث.**

| العالم | متغیر | و کل متغیر | حادث |
| --- | --- | --- | --- |
| اصغر | اوسط | اوسط | اکبر |
| صغریٰ | | کبریٰ | |

**ضرب:۔** صغریٰ اور کبریٰ کے ملنے کو ضرب کہتے ہیں۔

**شکل:۔** حد اوسط کو اصغر اور اکبر سے پہلے یا بعد میں رکھنے سے قیاس کی جو صورت بنتی ہے اس کو شکل کہتے ہیں۔

**شکل اول:۔** وہ قیاس ہے جس میں حد اوسط صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہو

جیسے: کل انسان حیوان. و کل حیوان جسم .

اوسط　　اوسط

صغریٰ　　کبریٰ

**شکل ثانی:۔** حد اوسط صغریٰ اور کبریٰ دونوں میں محمول ہو۔

جیسے: کل انسان ناطق　ولا شئ من الحجر بناطق

اوسط　　اوسط

**شکل ثالث:۔** حد اوسط صغریٰ اور کبریٰ دونوں میں موضوع ہو جیسے:

کل انسان حیوان و کل انسان ضاحک

اوسط　　اوسط

**شکل رابع:۔** حد اوسط صغریٰ میں موضوع اور کبریٰ میں محمول ہو جیسے:

کل انسان حیوان و کل ضاحک انسان

حد اوسط　　حد واسط

**قیاس اتصالی:۔** وہ قیاس ہے جو متصلہ لزومیہ سے مرکب ہو جیسے اگر یہ جسم انسان ہوگا تو حیوان ہوگا لیکن انسان ہے نتیجہ تو حیوان ہے۔

**قیاس انفصالی:۔** وہ قیاس ہے جو مرکب ہو قضیہ شرطیہ منفصلہ سے جیسے یہ عدد یا تو زوج ہے یا فرد، لیکن زوج ہے، نتیجہ، فرد نہیں۔ یہ جسم یا تو شجر ہے، یا حجر، لیکن شجر ہے، نتیجہ، حجر نہیں۔ یہ جسم یا تو لاحجر ہوگا یا لاشجر، لیکن حجر ہے، نتیجہ، تو لاشجر ہے۔